وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لا م

علمِ وقف میں دو اہم رسائل

جامع الوقف

معرفۃ الوقوف

استاذ القرا حضرۃ مولانا حافظ قاری محب الدین احمد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ القراءۃ لاہور

مَنْ لَمْ يَعْرِفِ الْوَقْفَ لَمْ يَعْرِفِ الْقُرْآنَ (ابو حاتم السجستانی رحمہ اللہ)

علم وقف میں ۲ دو لاثانی اور بے نظیر رسالے

جامع الوقف

مع

معرفۃ الوقوف

ازافادات عالیہ

استاذ القرا حضرۃ مولانا حافظ قاری محب الدین احمد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ القراءۃ
143-B ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبر 042-35 85 31 71
0333-449 50 52

ملنے کے پتے
المیزان 16-اردو بازار لاہور
فون 042-37223210
[illegible] 12-اردو بازار لاہور
فون 042-37361468

ناشر
مکتبۃ القراءۃ لاہور پاکستان

Computed By
daisydig@saudia.com

فہرست

جامع الوقف

معرفة الوقوف

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا۔ امابعد منجملہ علومِ قرآنیہ کے ایک علم اوقاف بھی ہے۔ اور یہ علم تجوید کا تکملہ اور تتمہ ہے۔ کیونکہ تجوید کی طرح وقوف کی معرفت بھی ترتیل کا ایک حصہ اور اس کا ایک جُز ہے۔ اسی لیے علماء رحمہم اللہ رسائلِ تجوید میں وقف کے مسائل بھی بیان فرماتے رہے ہیں اور بہت سے علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی تالیف فرمائی ہیں۔ عربی میں تو اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے :-

* علامہ عبدالکریم اشمونی رحمہ اللہ کی مِنَارُ الْهُدٰى فِيْ بَيَانِ الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَاءِ اور
* شیخ الاسلام ابی یحییٰ زکریا انصاری رحمہ اللہ کی اَلْمَقْصَدُ فِي الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَاءِ

مشہور ہیں۔ لیکن اُردو کا دامن اس دولت سے تقریباً خالی تھا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے حضرۃ قاری مقری محب الدین احمد صاحب الٰہ آبادی کو کہ انہوں نے اس ضرورت کا احساس فرمایا اور جامع الوقف ومعرفۃ الوقوف کے نام سے دو رسالے لکھ کر اُردو زبان کو بھی اس شرف سے ہمکنار کر دیا۔ خوشی بالائے خوشی کی بات یہ ہے کہ حضرۃ قاری صاحب رحمہ اللہ نے ان ہر دو رسائل کے پاکستان میں حقوق طباعت واشاعت مکتبۃ القراءۃ ماڈل ٹاؤن لاہور کو دے دیے جس سے پاکستان میں ان کا حصول میسر آگیا۔ امید ہے کہ اصحابِ فن اور طلباء تجوید اس نعمتِ غیر مترقبہ کی قدر دانی فرمائیں گے۔

ناشر

البتہ بعد میں حضرۃ قاری ومقری محمد تقی الاسلام صاحب مدظلہم نے "معلم الادا فی الوقف والابتدا" کے نام سے وقف وابتدا کے موضوع پر ایک عمدہ اور تفصیلی کتاب لکھی اور مکتبۃ القراءۃ نے اسے بھی شائع کیا ہے۔

علمِ وقف میں ایک لاثانی اور بے نظیر رسالہ

جامع الوقف

ازافاداتِ عالیہ

اُستاذُ القُراء حضرۃ مولانا حافظ قاری مُحِبّ الدین احمد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ القراءۃ لاھور

B-143 ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبر 042-35853171

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بموجب ارشادِ باری تعالیٰ: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ○ قرآن مجید کو ترتیل ہی کیساتھ پڑھنا چاہیئے، اس کے خلاف پڑھنے میں عِقابؔ اور تہدید کا خوف ہے۔ حرفوں کو اُن کے مخارج وصفات سے ادا کرنے اور وقف کے قواعد ومواقع پہچاننے کو ترتیل کہتے ہیں۔ ترتیل اُسی وقت مکمل ہوتی ہے جب قاری حرفوں کو صحیح مخارج وصفات سے ادا کرنے کیساتھ وقف کرنے میں قواعد وقف اور مواقع کی بھی رعایت کرے۔

ترتیل ہی کا دوسرا جز علم وقف بھی ہے۔ اہمیت کے لحاظ سے علم وقف کسی طرح علم تجوید سے کم نہیں۔ جس آیتِ کریمہ سے تجوید کا وجوب ثابت ہوتا ہے، اُسی آیت سے علم وقف کا بھی وجوب ثابت ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر علم تجوید سے قرآن مجید کی صحت ہوتی ہے تو علم وقف سے قرآن کریم کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن مجید کو تجوید کیساتھ بہت عمدہ پڑھتے ہیں، لیکن جس وقت اوقاف میں غلطی کرتے ہیں تو سُن کر بڑی کُلفت ہوتی ہے۔ ہر قاری کو علم تجوید، علم قراءات، علم رسم کیساتھ، علم وقف کا جاننا بھی ضروری ہے حتیٰ کہ اسی پر قاری کی تکمیل موقوف ہے۔ اس سے علم وقف کی اہمیت ظاہر ہے۔ لہٰذا علم وقف میں ایک ایسی کتاب لکھنے کی ضرورت معلوم ہوئی جس میں احکامِ وقف کے ساتھ سکتہ، سکوت اور قطع کے احکام بھی معلوم ہو سکیں۔ یہ کتاب ان تینوں اَحکام کی حامل ہے۔ اسی وجہ سے اس کتاب کا نام "جامع الوقف" ہے۔

اللہ تعالیٰ علم تجوید کیساتھ طلبائے فن کو علم وقف کے حصول کی بھی توفیق عطاء فرمائے اور اس کتاب کو قبول فرماوے، آمین۔ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن ضیاء محب الدین احمد عفی عنہ

ؔ یعنی عذاب اور ڈانٹ ڈپٹ۔

پہلا سبق

اصطلاحاتِ وقف اور اُس کی تقسیم

وقف کے لغوی معنیٰ "ٹھہرنے" اور "رُکنے" کے ہیں۔ اصطلاحِ قراء کے اعتبار سے پڑھنے میں یہ چار طرح پر واقع ہوتا ہے:۔

۱ وقف

۲ سکتہ

۳ سکوت

۴ قطع

اس کتاب میں انہیں چاروں کا بیان مقصود ہے۔ ہر ایک کی تعریف اسکے موقعہ پر بیان کی جاوے گی۔

علم وقف میں دو باتوں کا جاننا ضروری ہے:۔

اوّل: کیفیتِ وقف

دوسرا: محلِ وقف

- جس طرح وقف ہوتا ہے، اس کو کیفیتِ وقف کہتے ہیں۔
- جس جگہ وقف ہوسکتا ہے، اس کو محلِ وقف کہتے ہیں۔

کیفیتِ وقف کی چار صورتیں:۔

۱ کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا

۲ کیفیتِ وقف بلحاظِ اصل

۳ کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم

۴ کیفیتِ وقف بلحاظِ وصل

کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا کی چار صورتیں :۔

1. وقف بالاسکان
2. وقف بالاشمام
3. وقف بالروم
4. وقف بالابدال

کیفیتِ وقف بلحاظِ اصل کی چار صورتیں :۔

1. وقف بالسکون
2. وقف بالتشدید
3. وقف بالاظہار
4. وقف بالاثبات

محلِ وقف کی چار صورتیں :۔

1. وقفِ تام
2. وقفِ کافی
3. وقفِ حسن
4. وقفِ قبیح

وقف واقع ہونے کی چار صورتیں :۔

1. وقفِ اختیاری
2. وقفِ اضطراری
3. وقفِ اختباری
4. وقفِ انتظاری

❁ جو وقف قصداً کیا جائے، اس کو وقفِ اختیاری کہتے ہیں[۱]۔

❁ جو وقف بلا قصد واقع ہو، اس کو وقفِ اضطراری کہتے ہیں[۲]۔

❁ جو وقف کسی کلمہ پر کیفیت یا محلِ وقف سمجھنے کی غرض سے کیا جائے، اس کو وقفِ اختباری کہتے ہیں۔

❁ جو وقف اختلافِ قراءات پورا کرنے کی غرض سے کیا جائے، اس کو وقفِ انتظاری کہتے ہیں۔ یعنی یہ وقف اختلافِ قراءات ادا کرنے پر موقوف ہے۔

دوسرا سبق

وقف بلحاظِ ادا اور اس کی تعریف

[۱] حرفِ موقوف علیہ متحرک کو ساکن پڑھنا، اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں۔

[۲] حرفِ موقوف علیہ مضموم کو ساکن کرتے ہوئے ضمہ کا ہونٹوں سے اشارہ کرنا، اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔

[۳] حرفِ موقوف علیہ کی حرکت کو اس قدر ضعیف اور ہلکا پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اس کی حرکت معلوم کر سکے، اس کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

[۴] حرفِ موقوف علیہ کے دو زبر کو الف سے اور تاء مدوّرہ کو ھائے ساکنہ سے بدل کر پڑھنا، اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

وقف بالاسکان: زبر زیر پیش تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے چاہے حرکت اصلی ہو یا عارضی

وقف بالاشمام: صرف حرفِ موقوف علیہ مضموم میں ہوتا ہے۔

وقف بالرّوم: حرفِ موقوف علیہ مضموم اور مکسور میں ہوتا ہے۔

---

[۱] مثلاً استراحت وغیرہ کی وجہ سے وقف کیا جائے۔ ۱۲ منہ

[۲] مثلاً ضیق نفس (یعنی سانس کی تنگی) وغیرہ کی وجہ سے وقف کیا جائے۔ ۱۲ منہ

وقف بالابدال: زبر والی تنوین اور تاء مدوّرہ میں ہوتا ہے۔

تنبیہ: سکونِ[1] اصلی، حرکتِ[2] عارضی، میمِ[3] جمع، ہائے تانیث[4]، ہائے[5] سکتہ میں رَوم اور اشمام جائز نہیں۔

تیسرا سبق

وقف بلحاظِ اصل اور اس کی تعریف

[۱] حرفِ موقوف علیہ ساکن ہو تو اسکو وقف بالسکون کہیں گے جیسے فَلَا تَقْهَرْ وغیرہ

[۲] حرفِ موقوف علیہ مشدد ہو تو اس کو وقف بالتشدید کہیں گے جیسے مُّسْتَمِرٌّ وغیرہ

[۳] حرفِ موقوف علیہ مدغم یا حرفِ[6] مخفی واقع ہو تو اس کو وقف بالاظہار کہیں گے۔ جیسے یَلْهَثْ ذّٰلِكَ وغیرہ۔

[۴] حرفِ موقوف علیہ، حرفِ مد واقع ہو تو اس کو وقف بالاثبات کہیں گے۔ جیسے وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ وغیرہ۔

وقف بالسکون

یہ محض حرفِ ساکن پر ہوتا ہے۔ اس کو وقف بالاسکان کہنا جائز نہیں۔ وقف بالسکون میں کوئی حرکت نہیں ظاہر ہونا چاہیے، ورنہ لحن جلی ہو جاوے گی۔

[۱] جیسے فَلَا تَنْهَرْ وغیرہ۔۱۲

[۲] مثل وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ کے قاف پر۔۱۲

[۳] جیسے عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کی میم پر۔۱۲

[۴] جیسے وَرَحْمَةٌ وغیرہ۔۱۲

[۵] مثل لَمْ يَتَسَنَّهْ وغیرہ۔۱۲

[۶] خواہ اخفاء بالقلب ہو جیسے مِنْۢ بَعْدُ یا بلا قلب جیسے مِنْ قَبْلُ وغیرہ۔۱۲

وقف بالتشدید

یہ صرف حرفِ مشدد پر ہوتا ہے۔ اس وقت حرفِ مشدد کو ساکن کرتے ہوئے تشدید کے پہلے سکون میں ایک حرف کی مزید تاخیر ادا کرنی ہوگی، تاکہ تشدید تام ادا ہو۔

وقف بالاظہار

یہ حرفِ موقوف علیہ مدغم اور حرفِ مخفی پر ہوتا ہے۔ لہٰذا بحالتِ وقف اخفاء یا ادغام نہ ہونا چاہیے۔

وقف بالاثبات

یہ حرفِ مد کیساتھ مخصوص ہے۔ اس میں حرفِ مد محذوفہ کا ثابت رکھنا ضروری ہے۔ خواہ حذف بوجہ وصل ہو جیسے لٰكِنَّاْ هُوَ اللّٰهُ وغیرہ، یا حذف بوجہ اجتماعِ ساکنین ہو جیسے قَالَا الْحَمْدُ وغیرہ، یا حذف بوجہ رسم ہو جیسے يَسْتَحْيِ وغیرہ۔

چوتھا سبق

وقف بلحاظِ رسم اور بلحاظِ وصل اور اُن کی صورتیں

کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم کی دو صورتیں :۔

[۱] جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے، وہ وصلاً و رسماً متحد ہو، مثل كِتَابِيَهْ۔ اس کو وقف موافق رسم کہتے ہیں۔

[۲] جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے، وہ صرف رسماً موافق ہو، مثل اَلظُّنُوْنَا وغیرہ۔ اس کو بھی وقف موافق رسم کہتے ہیں۔

تنبیہ: وقف میں اگرچہ متابعتِ رسم ضروری ہے لیکن جن کلمات کے الف قراءۃً ثابت ہی نہیں ان پر وقف موافق رسم نہ کرنا چاہیے۔ مثل قَوَارِيْرَاْ ثانی سورۂ دہر کے اور اَنَّ

تَبُوْٓءَاْ وغیرہ۔

کیفیتِ وقف بلحاظِ وصل کی دو صورتیں :۔

[۱] جو الف خلافِ قراءۃ مرسوم ہو مثل ثَمُوْدَاْ اور لِیَرْبُوَاْ وغیرہ، وہ وصل کی طرح وقف میں بھی محذوف ہوگا اور آخر کار حرفِ ساکن پڑھا جائے گا۔ اس کو وقف موافق وصل کہتے ہیں۔

[۲] جو حرفِ مد مقروءۃ محذوف الرسم ہو، مثل لِتَسْتَوٗا وغیرہ وہ وقف میں بھی پڑھا جائیگا۔ اس کو بھی وقف موافق وصل کہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں وقف موافق رسم جائز نہیں۔

فائدہ: لفظ سَلٰسِلَاْ پر حذفِ الف مع سکونِ لام سَلٰسِلْ اور فَمَآ اٰتٰنِ ۦ یائے ساکنہ کیساتھ فَمَآ اٰتٰنِ ۦ وقف موافق وصل بھی جائز ہے۔

سوالات

[۱] ترتیل کس کو کہتے ہیں اور یہ کس وقت مکمل ہوتی ہے ؟

[۲] علم وقف کا وجوب کہاں سے ثابت ہے ؟

[۳] علم وقف میں کن دو باتوں کا جاننا ضروری ہے ؟

[۴] کیفیتِ وقف بلحاظِ اصل کی صورتیں بیان کرو ؟

[۵] وقف بالاسکان اور وقف بالسکون میں کیا فرق ہے ؟

پانچواں سبق

وقف کی تعریف اور اُس کے احکام

آخر کلمہ پر سانس اور آواز توڑ کر ٹھہرنا اور سانس لینا، اس کو وقف کہتے ہیں۔

[۱] حرفِ موقوف علیہ متحرک کو ساکن کرتے ہوئے سانس توڑ دینا ضروری ہے۔

[۲] وقف کرنے کے بعد دوسری سانس سے ابتدا کرنا ضروری ہے ورنہ وقف نہ ہوگا۔

[۳] وقف ہمیشہ کلمہ کے آخر پر کرنا چاہیے، درمیانِ کلمہ پر نہ ٹھہرنا چاہیے۔

[۴] دو کلمے ملے ہوئے لکھے ہوں مثل بِئْسَمَا وغیرہ تو ہمیشہ دوسرے کلمہ کے آخر پر ٹھہرنا چاہیے۔

[۵] حرفِ موقوف علیہ متحرک پر وقف کرتے ہوئے اس کو ساکن کرنا ضروری ہے۔ حرکت یا تنوین پر ٹھہرنا جائز نہیں۔

[۶] حرفِ موقوف علیہ متحرک میں رَوم واشمام بھی جائز ہے، بشرطیکہ حرکت اصلی ہو۔

تنبیہ: رَوم کی حالت میں تنوین نہ پڑھی جائے گی بلکہ اسکی حرکت میں رَوم ہوگا۔

[۷] ھاء ضمیر میں رَوم واشمام بھی جائز ہے مگر بحالتِ رَوم صلہ نہ ہوگا جیسے رَسُوْلُهٗ وغیرہ

[۸] تائے تانیث میں بھی رَوم واشمام جائز ہے مثل اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ وغیرہ۔

[۹] حرفِ موقوف علیہ ھائے تانیث واقع ہو، مثل نِعْمَةٌ وغیرہ تو اس صورت میں وقف بالابدال ہوگا۔

[۱۰] حرفِ موقوف علیہ منصوب[۱] منون واقع ہو، مثل جُفَآءً وغیرہ تو اس صورت میں بھی وقف بالابدال ہوگا۔

[۱] منصوب منون دو زبر والی تنوین کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

[۱۱] حرفِ موقوف علیہ نون یا میم واقع ہو مثل مِنۡ رَّبِّكُمۡ وغیرہ تو انمیں وقف بالاظہار ہی ہوگا۔ اسی طرح کسی حرفِ مدغم یا حرفِ مخفی پر وقف کیا گیا تو وقف بالاظہار ہوگا۔

[۱۲] جو حرفِ مد مرسوم بوجہ اجتماعِ ساکنین وصلاً محذوف ہو مثلاً قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا، يَرۡجُوا اللّٰهَ، يُؤۡتِى الۡحِكۡمَةَ وغیرہ، اس پر وقف بالاثبات ہوگا۔

[۱۳] جو حرفِ مد بوجہ تماثل غیر مرسوم ہو اس پر وقف بالاثبات ہوگا مثلاً تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ کے پہلے کلمہ پر وقف کیا گیا تو اثباتِ الف کے ساتھ تَرَآءَا ہوگا۔

[۱۴] جو الف مرسوم وصلاً محذوف ہو مثل وَاَنَاۡ اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ اور السَّبِيۡلَاۡ وغیرہ اس پر وقف بالاثبات ہوگا۔

[۱۵] وقف رسم قرآنی کے موافق کرنا چاہیے۔ مثلاً اٰتٰنِۦَ الۡكِتٰبَ میں اٰتٰنِۦ پر اور اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ میں لفظ اٰتٰنِۦ پر وقف موافق رسم ہوگا، لیکن مثل وَلِىِّۦَ اللّٰهُ کے یائے ثانیہ پر سکونِ یاء کے ساتھ وقف موافق وصل ہوگا۔

[۱۶] وقف بالتشدید میں دیر دو حرُوف[۱] کی ہوگی۔ مثل عَدُوٌّ اور سَوِىٌّ وغیرہ۔

[۱۷] وقف بالتشدید میں رَوم واشمام بھی جائز ہے، اگرچہ منون ہو مثل دُرِّىٌّ وغیرہ۔

[۱۸] حرفِ موقوف علیہ نون یا میم مشدد ہو تو ایک الف کے برابر غنہ ہوگا۔ اگرچہ رَوم یا اشمام کیا جائے جیسے جَآنٌّ وغیرہ۔

تنبیه: نون یا میم ساکنہ پر وقف کرتے ہوئے زائد غنہ سے احتراز کرنا چاہیے، لیکن اگر نون ومیم مشدد پر وقف کیا جائے تو غنہ ایک الف کے برابر ہوگا۔

[۱۹] حرفِ موقوف علیہ کے ماقبل سکونِ اصلی ہو تو بجائے وقف بالاسکان کرنے کے وقف بالروم کرنا بہتر ہے۔ تاکہ سکونِ اصلی تام ادا ہو جیسے سَبِّحۡهُ وغیرہ۔

[۱] حرفِ مشدد کے ادا کرنے میں تشدید ہی کے حرفِ ساکن کے برابر تاخیر، دو حرف کے برابر ہوگی۔

تنبیه: اسکا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ سکونِ وقفی کی وجہ سے ماقبل کا حرفِ ساکن متحرک نہ ہو جائے جیسے وَاسْتَغْفِرْهُ کے بجائے وَاسْتَغْفِرُهُ

۲۰ قُطْبُ جَدٍّ کے کسی حرف پر وقف کیا جائے تو سکونِ وقفی میں قلقلہ کی لوٹتی ہوئی آواز خوب ظاہر کرنا چاہیئے جیسے فَلَقْ وغیرہ۔

۲۱ بحالتِ وقف حروفِ قلقلہ مشدّدہ کا قلقلہ تشدید کی تاخیر کے بعد ظاہر ہوگا۔ جیسے وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ وغیرہ۔

تنبیه: جو قواعد تجوید کیفیتِ وقف سے متعلق ہیں، یہاں صرف وہی بیان کیے جائیں گے۔

۲۲ جو راء بوجہ وقف ساکن ہو یا پہلے سے ساکن ہو، وہ بحالتِ وقف پُر ہوگی بشرطیکہ ماقبل زیر یا یائے ساکنہ نہ ہو جیسے لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ وغیرہ۔

۲۳ راء مشدّدہ موقوفہ پُر پڑھی جائے گی بشرطیکہ ماقبل زیر نہ ہو جیسے مُسْتَقَرٌّ وغیرہ۔

۲۴ راء موقوفہ بالروم بھی پُر ہوگی بشرطیکہ راء خود مکسور نہ ہو جیسے قَدِيْرٌ وغیرہ۔

۲۵ راء موقوفہ بالاشمام پُر اور باریک پڑھی جانے میں وقف بالاسکان کے حکم میں ہے

فائده: لفظ فِرْقٍ پر ٹھہرنے سے راء باریک پڑھنا بھی جائز ہے لیکن پُر پڑھنا اولیٰ ہے

۲۶ جو حروف ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں، اُن کو وقف میں پُر ہی پڑھنا چاہیے۔ جیسے عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ وغیرہ۔

۲۷ جو صفاتِ عارضہ موقوف علی الوصل ہیں، اُن کو وقف میں نہ ادا کرنا چاہیے۔ مثلاً وقف مدِّ منفصل والے حرف پر کیا گیا تو مد نہ کرنا چاہیے جیسے سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ کی ھا پر۔

تنبیه: حرفِ مد پر وقف کرتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ حرفِ مد کے ادا میں نہ کمی واقع ہو نہ زیادتی اور نہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا ھاء کی آواز پیدا ہونے پائے، ورنہ

لحن جلی ہو جائے گی۔

[۲۸] حرفِ موقوف علیہ مفتوح سے پہلے حرفِ مد واقع ہو مثل اَلۡعٰلَمِیۡنَ ۝ وغیرہ تو اس میں طول توسط قصر تینوں وجہیں جائز ہیں۔

فائدہ: حرفِ مد کے بعد سکونِ وقفی واقع ہو تو اس کو مد عارض کہتے ہیں۔

[۲۹] حرفِ موقوف علیہ مکسور سے پہلے حرفِ مد واقع ہو مثل اَلرَّجِیۡمِ وغیرہ، اس میں طول توسط قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم چار وجہیں جائز ہیں۔

[۳۰] حرفِ موقوف علیہ مضموم سے پہلے حرفِ مد واقع ہو مثل نَسۡتَعِیۡنُ ۝ وغیرہ، اس میں طول توسط قصر مع الاسکان اور طول توسط قصر مع الاشمام اور قصر مع الروم، سات وجہیں جائز ہیں۔

[۳۱] مد متصل[۱] وقفی میں توسط کے علاوہ بوجہ سکونِ عارض طول بھی جائز ہے اور مد عارض کو توسط بہتر نہیں مثل یَشَآءُ وغیرہ۔

[۳۲] مد متصل وقفی میں بحالتِ رَوم صرف توسط ہی ہوگا، طول اور قصر مع الروم جائز نہیں۔

[۳۳] مد لازم وقفی میں سکونِ وقفی کی وجہ سے بھی طول ہو سکتا ہے، لیکن مد لازم کا طول اولیٰ ہے، مثل صَوَآفَّ وغیرہ۔

[۳۴] حرفِ موقوف علیہ سے پہلے حرفِ لین واقع ہو، مثل رَاۡیَ الۡعَیۡنِ، اس میں بھی طول توسط قصر تینوں وجہیں جائز ہیں، لیکن قصر اولیٰ ہے۔

فائدہ: حرفِ لین کے بعد سکونِ وقفی واقع ہو تو اس کو مد لین عارض کہتے ہیں۔

[۳۵] مد لین عارض میں بحالتِ رَوم صرف قصر ہی ہوگا، مد کرنا جائز نہیں۔

---

[۱] خواہ ہمزہ ساکن کرنا بوجہ وقف بالاسکان ہو یا بالاشمام، اسی طرح مد لازم وقفی میں بھی دونوں کا ایک ہی حکم ہے بشرطیکہ موقوف علیہ مضموم ہو۔ ۱۲ منہ

تنبیہ: مد کے وجوہ مذکورہ میں سے قاری جس وجہ کو چاہے ادا کرے لیکن جس وجہ کو اختیار کرے اسی کو آخر تک باقی رکھے۔ سب وجہوں کو جمع کرنا، یا مساوات کے خلاف پڑھنا جائز نہیں۔

سوالات

١ وقف بالاظہار اور وقف بالاثبات کی تعریف کرو؟

٢ وقف بالتشدید میں رَوم یا اشمام جائز ہے یا نہیں؟

٣ لِنُحْیِۦَ (فرقان:۴۹) پر وقف موافقِ رسم ہوگا یا موافقِ وصل؟

٤ راء مشدّدہ پر وقف کیا جائے تو راء پُر ہوگی یا باریک؟

٥ مدّ متصل وقفی اور مد لازم وقفی کی تعریف اور حکم بیان کرو؟

چھٹا سبق

محلِ وقف کے احکام

١ وقف کرنے میں محل اوقاف کے مراتب کا لحاظ ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وقفِ تام یا وقفِ کافی تک باوجود سانس پہنچ جانے کے وقفِ حَسَن یا وقفِ قبیح پر وقف کر دیا جائے۔

❁ وقف اگر ایسی جگہ کیا جائے جہاں لفظاً ومعنیً تعلق منقطع ہو جائے تو اس کو وقفِ تام کہتے ہیں

❁ اور اگر صرف لفظاً تعلق منقطع ہو تو وقفِ کافی کہیں گے

❁ اور اگر لفظاً تعلق نہ منقطع ہو تو وقفِ حَسَن کہیں گے

❁ اور اگر باوجود لفظاً ومعنیً تعلق نہ منقطع ہونے کے وقف کرنے میں کسی قسم کی قباحت لازم آئے تو ایسا وقف قبیح ہے۔

۲ محل اوقاف کی رعایت سے قرآن شریف پڑھنا تفہیم معنیٰ اور تحسینِ قرارۃ کا باعث ہے۔ لہٰذا جس محلِ وقف کا حکم ہو اسی کے موافق عمل کرنا چاہیے۔

۳ وقف میں توقف اور تاخیر صرف اس قدر ہونا چاہیے کہ سانس بآسانی لی جاسکے۔ اس کے خلاف جائز نہیں۔

۴ اگر کسی شخص کی سانس پھولتی ہو تو حسبِ ضرورت وقف میں تاخیر کی جاسکتی ہے۔ تاکہ قرارۃ اطمینان کے ساتھ ادا ہو، لیکن بوجہ تاخیر مزید اس کو وقف نہ کہیں گے بلکہ یہ سکوت ہوگا جبکہ پڑھنے کا ارادہ ہو۔

۵ پڑھتے پڑھتے سانس تنگ ہونے لگے تو پہلے سے اسکا خیال رکھے کہ درمیانِ کلام یا وسط کلمہ پر وقف نہ ہونے پائے۔ ورنہ وقف غلط ہوگا۔

۶ وقفِ اختیاری کیلئے محلِ وقف ضروری ہے۔ خواہ علامتِ وقف ہو یا نہ ہو۔

۷ "وقفِ اضطراری" جمیع احکام میں مثل "وقفِ اختیاری" کے ہے۔ لہٰذا حتیّ الامکان وقفِ اضطراری میں بھی احکامِ وقف کی رعایت کرنا چاہیئے۔

۸ وقفِ تام پر باقتضائے ختمِ کلام وقف ضروری ہے۔ اس لئے کہ وقف کلام کے تمام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۹ وقفِ کافی بہتر وقف ہے۔ اس لئے کہ تعلق لفظی کا نہ ہونا ہی وقف کیلئے اصل محل ہے۔ اسی وجہ سے وقفِ تام یا وقفِ کافی پر وقف کرنے کے بعد اعادہ جائز نہیں[1]۔

۱۰ وقفِ حسن پر وقف جائز ہے۔ اسلئے کہ اس پر وقف کرنے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ البتہ وقفِ اختیاری بہتر نہیں اور ابتدا جائز نہیں۔

۱۱ وقفِ قبیح پر وقفِ اختیاری جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس پر وقف کرنے سے قباحت

۱ موقوف علیہ یا اسکے ماقبل پڑھنے کو اعادہ اور مابعد سے پڑھنے کو ابتدا کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

لازم آتی ہے۔

١٢ وقفِ تام یا وقفِ کافی پر وقف کرنے کے بعد ابتداء کرنا چاہیے۔ ان میں اعادہ جائز نہیں۔

وقفِ تام یا وقفِ کافی کے مواقع جو نہیں سمجھ سکتے، اُن کو چاہیے کہ آیات یا علاماتِ وقف پر بوقت ضرورت وقف کریں۔

١٣ موضع سکتہ پر وقف جائز نہیں۔ البتہ جس علامتِ وقف پر سکتہ مرسوم ہے، وہاں وقف بھی جائز ہے، اگرچہ سکتہ واجب ہی کیوں نہ ہو۔

١٤ وقفِ حَسن یا وقفِ قبیح پر وقف کرنے کے بعد اعادہ کرنا چاہیے۔

١٥ حروفِ مُقطّعات پر وقف جائز نہیں۔ اگر اضطراراً وقف ہو جائے تو پھر سے ابتدا کرنا چاہیے۔ البتہ آخر حرف پر وقف جائز ہے جیسے کٓهٰیٰعٓصٓ وغیرہ۔

تنبیہ: بلا ضرورت وقف کرنا یا وقف میں بلا وجہ تاخیر کرنا جائز نہیں۔

سوالات

١ محل اوقاف میں کس قسم کی رعایت کرنی چاہیے ؟

٢ وقف میں توقف اور تاخیر کس قدر ہونی چاہیے ؟

٣ وقفِ اضطراری کی تعریف اور مثال بیان کرو ؟

٤ وقفِ تام اور کافی کی تعریف اور حکم بیان کرو ؟

٥ وقفِ حَسن اور قبیح پر وقفِ اختیاری جائز ہے یا نہیں ؟

ساتواں سبق

علامتِ وقف اور علامتِ وصل کے احکام

○

یہ علامت آیت پوری ہونے کی ہے۔ اسی وجہ سے اس علامت ہی کو آیت کہتے ہیں۔ آیت پر ٹھہرنا مستحب ہے جب کہ بخیالِ ادائے سنّت ہو۔ ورنہ بنائے اصل قراءۃ وصل مستحب ہے اسلئے کہ آیت بغرض الوقف نہیں ہے۔ اور اگر کسی جگہ آیت کا ظاہر کرنا ہی مقصود ہو تو ایسی صورت میں وقف کرنا ضروری ہوگا۔

ۿ

یہ علامت آیت مختلف فیہ ہونے کی ہے۔ لہٰذا اس جگہ آیت سمجھ کر وقف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ امام عاصم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں آیت نہیں ہے، اس کی کوئی اصلیت نہیں، کیونکہ قراء سبعہ کو اختلافِ آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

م

یہ وقف لازم کی علامت ہے۔ اس پر باقتضائے ختم کلام وقف کرنا لازم ہے تاکہ وصل کرنے سے کسی قسم کی قباحت نہ لازم آئے۔ اسی وجہ سے اس کو وقفِ لازم کہتے ہیں۔

ط

یہ وقفِ مُطلَق کی علامت ہے۔ یہاں بوجہِ ختم کلام وقفِ تام ہے۔ اس وجہ سے یہاں وقف کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وصل کرنے سے اتصالِ کلام کا التباس نہ لازم آئے۔

ج

یہ وقفِ جائز کی علامت ہے۔ اس پر بوجہ تفہیمِ معنیٰ اور تحسینِ قراءۃ، وقف کرنا مستحسن ہے۔

تنبیه: یہ وہ مواقع ذکر کیے گئے ہیں جو انفصالِ کلام کو مقتضی ہیں اور قاری وقف کرنے کا مکلّف ہے۔ آگے وہ مواقع ذکر کیے جاتے ہیں جہاں قاری کو اختیار ہے اور بوجہ عدمِ ضرورت وقف کرنے کا مکلّف نہیں ہے۔

ز

یہ وقفِ مُجَوَّز کی علامت ہے۔ اس پر وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جب کہ وقفِ قویہ کی علامت جیم وغیرہ دور ہو، کیونکہ یہ وقف ضعیف ہے۔

ص

یہ وقفِ مُرَخَّص کی علامت ہے۔ یہاں عند الضرورت[1] وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ علامت بھی وقفِ ضعیف کی ہے۔

ق

یہ علامت قِيْلَ عَلَيْهِ الْوَقْفُ کی ہے۔ اس پر وقف کرلیا گیا تو کوئی حرج نہیں، لیکن وقف ضعیف ہے۔

ك

یہ علامت كَذٰلِكَ کی ہے۔ یہ اگر علامتِ وقف کے بعد واقع ہو تو وقف کے حکم میں ہے اور اگر علامتِ وصل کے بعد واقع ہو تو وصل کے حکم میں ہے۔

قف

یہ قَدْ يُوْقَفُ کا مخفف ہے۔ صیغہ امر نہیں ہے۔ اس پر اگر وقف ہوگیا تو کوئی حرج نہیں البتہ وقفِ اختیاری بہتر نہیں ہے۔

[1] خواہ اضطراری ضرورت ہو یا اتفاقی یعنی پہلے سے ارادہ ٹھہرنے کا نہیں تھا بلکہ کسی اتفاقیہ ضرورت سے وقف کر دیا گیا۔ ۱۲ منہ

صَل

یہ قَدْ یُوْصَلُ کا مخفف ہے۔ یہ بھی صیغۂ امر نہیں ہے۔ اس پر بہ نسبت وقف کے وصل پسند کیا گیا ہے اور قَدْ یُوْقَفُ کا مقابل ہے۔

تنبیه: قَفْ اور صَلْ یہ دونوں بھی اگرچہ وقفِ اضعف کی قسمیں ہیں لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ قَفْ پر بمقابل صَلْ وقف راجح ہے اور صَلْ میں وصل راجح ہے۔

صلے

یہ اَلْوَصْلُ اَوْلٰی کا مخفف ہے۔ یہاں بوجہ تعلق لفظی کے وصل ہی کرنا چاہیئے۔ یہ اگرچہ وقفِ حسن کی علامت ہے اور جوازِ[1] وقف کی صورت ہے، لیکن وقف کرنے کے بعد یہاں اعادہ ضروری ہے۔

لا

یہ لَا وَقْفَ عَلَیْهِ کا مخفف ہے اور وقفِ قبیح کی علامت ہے۔ اس جگہ باقتضائے اتصالِ کلام وصل کرنا ضروری ہے، کیونکہ ایسی جگہ وقف کرنے سے قباحت لازم آئے گی۔ اسی وجہ سے اس پر وقف ناجائز ہے۔

قلا

یہ وقف مختلف فیہ کی علامت ہے اور قِیْلَ لَا وَقْفَ عَلَیْهِ کا مخفف ہے۔ اس جگہ پر وقف نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ جن کے نزدیک یہاں وقف معتبر ہے اُن کے نزدیک اعادہ نہ ہوگا۔

۝ۙ

اسی کو آیتِ لا کہتے ہیں۔ یہاں وقف قبیح نہیں ہے بلکہ آیت ہونے کی وجہ سے وقف

[1] بوجہ ضرورت وعدمِ قباحت۔ ۱۲ منہ

جائز ہے۔ البتہ بوجہ محلِ وقف نہ ہونے کے وصل بہتر ہے، لیکن وقف کرنے کے بعد اعادہ نہ کرنا چاہیے۔

∴ ...... ∴ (وقفِ معانقہ)

یہ وقفِ مُعَانَقَة کی علامت ہے۔ قرآن مجید کے حاشیہ پر معانقہ کا مخفف مع لکھا رہتا ہے اور درمیانِ آیت میں دو جگہ تین تین نقطے مرسوم ہوتے ہیں۔ مثل لَا رَيْبَ ∴ فِيهِ ∴ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ○ وغیرہ۔ وقفِ معانقہ کا یہ حکم ہے کہ نہ دونوں جگہ وقف کرنا چاہیے ورنہ درمیان والاکلمہ بے ربط ہو جائیگا اور نہ وصل کرنا چاہیے تاکہ معانی سمجھنے میں تکلف نہ ہو۔ لہٰذا وصلِ اوّل وقفِ ثانی، یا وقفِ اوّل وصلِ ثانی کرنا چاہیے۔

وقفہ

لفظ "وقف" اور لفظ سکتہ کی "ہ" کے ساتھ یہ اَلْوَقْفُ مَعَ السَّكْتِ کا مخفف ہے۔ یعنی جس قدر وقف میں تاخیر ہوتی ہے اتنی ہی تاخیر کیساتھ سکتہ کیا جائے۔ یہ درحقیقت وقف نہیں ہے بلکہ سکتہ طویل ہے۔ یہ ایسے مواقع پر جائز ہے جہاں وقفہ مرسوم ہو لیکن اصل سکتہ جائز نہیں۔ اس موقعہ پر بجائے وقفہ کے وقف بھی جائز ہے، لیکن وقفہ بہتر ہے۔ باقی سکتہ کا مفصل بیان آٹھویں سبق میں آئیگا۔

وقف النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کلام مجید کے حاشیہ پر لکھا رہتا ہے۔ ایسے موقع پر وقف مستحب ہے۔ اسلئے کہ درمیانِ آیت میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ سے گیارہ جگہ وقف ثابت ہے۔ یہ نیز وقف منزل، وقف غفران، وقف کفران حاشیہ پر لکھے رہتے ہیں، اسلئے یہاں اسکے مواقع نہیں ذکر کیے گئے۔

وقفِ منزل (مُنَزَّلْ)

اس کو وقفِ جبرئیل علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔ اس موقعہ پر بھی وقف مستحب ہے۔ نزولِ

قرآن کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جس جگہ وقف کیا ہے وہاں نبی کریم ﷺ نے بھی وقف فرمایا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ یہاں وحی منقطع ہوئی ہے۔

وقفِ غُفران

یہ بھی قرآن مجید کے حاشیہ پر مرسوم ہے۔ ایسی جگہ وقف کرنے سے معنیٰ کی وضاحت اور سننے والے پر بھی بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کو وقفِ غفران کہتے ہیں۔ یہاں وصل سے وقف بہتر ہے۔

وقفِ کُفران

یہ حاشیہ پر ایسی جگہ لکھا رہتا ہے جہاں وقف کرنے سے خاص قسم کی قباحت پیدا ہوتی ہے جس کو معنیٰ جاننے والا ہی خوب سمجھ سکتا ہے۔ بلکہ اگر سامع ایسے معنیٰ کا عقیدہ کرے تو موجبِ کفر ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پر وقف نہ کرنا چاہیے۔

تنبیہاتِ وقف

۱ وقف کرنے کے بعد اصل یہی ہے کہ ابتدا کی جائے۔ لہٰذا جن مواقع میں کسی حیثیت سے بھی ابتداء ہوسکتی ہے، ان کو محلِ وقف میں شمار کرتے ہوئے مختلف قسم کی علامتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ لہٰذا علامتِ وقف پر وقف کرنے کے بعد اعادہ جائز نہیں۔

۲ علاماتِ وقف کی ترتیب اُس کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ہے۔ سب سے قوی علامت میم ہے اور سب سے ضعیف علامت صلے۔ لہٰذا حتیّ الامکان علامتِ قویہ کے ہوتے ہوئے ضعیف علامت پر نہ ٹھہرے۔

۳ آیت پر جس قسم کی علامت مرسوم ہوگی ویسا ہی اُس کا حکم دیا جائیگا۔ مثلاً کسی آیت پر طاء ہے اور کسی پر زاء تو ٹھہرنے کے بارے میں وہ آیت زیادہ بہتر ہے جس پر قوی علامت ہے۔ اور اگر کسی ایک جگہ کئی علامتیں مرسوم ہوں تو ان میں سے جو قوی ہو اس پر عمل کرنا چاہیے

اور حسب ضرورت بھی عمل کرنا جائز ہے۔

۴ علامتِ وصل صرف دو ہیں:- ایک صلے، دوسرے لام الف (لا) ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی وقفِ اختیاری جائز نہیں۔ اسلئے کہ یہ محلِ وقف ہی نہیں ہیں۔

۵ قراءۃ ترتیل: ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا نام ہے، اسلئے ترتیل میں ہر آیت اور علامتِ وقف پر وقف کرنا بہتر ہے۔ تاکہ قراءۃ اطمینان کیساتھ ادا ہو اور معنیٰ سمجھنے میں آسانی ہو۔

۶ قراءۃ حدر: عجلت کیساتھ پڑھنے کا نام ہے۔ اسلئے ہر آیت اور علاماتِ وقف پر بلا ضرورت وقف نہ کرنا بہتر ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ کلام اللہ ادا ہو جائے۔

۷ قراءۃ تدویر: درمیانی حالت کے ساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اس لیے تدویر میں آیات اور علاماتِ وقف پر وقف کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا بہتر ہے۔ میانہ روی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وقفِ ضعیف کا وصل کرے اور وقفِ قوی پر ٹھہرے۔ تاکہ قراءۃ باحسنِ وجوہ ادا ہو۔

سوالات

۱ آیت کے بعد علاماتِ وقف واقع ہو تو کس پر ٹھہرنا چاہیے ؟

۲ میم اور طاء کا حکماً فرق بیان کرو ؟ ان پر وقف نہ کرنے میں کیا حرج ہے ؟

۳ ز ص ق قِفْ صِلْ صَلٰی میں ہر ایک کا حکماً فرق بیان کرو ؟

۴ آیت لا (○) اور صَلٰی پر وقف کرنے کے بعد ابتدا ہو گی یا اعادہ ؟

۵ وقفِ معانقہ کی تعریف اور اسکا حکم بیان کرو ؟

آٹھواں سبق

سکتہ کی تعریف اور اسکے احکام

آواز بند کر دینا اور سانس نہ توڑنا، اس کو سکتہ کہتے ہیں

۱ سکتہ کرتے وقت متحرک کو ساکن کرنا چاہیے۔ اور دو زبر والی تنوین کو الف سے بدلنا چاہیے۔

۲ سکتہ میں وقف سے کم تاخیر ہوگی مگر نہ اتنی کہ سامع کو سکتہ کرنے کا علم ہی نہ ہو۔

۳ سکتہ از قسم وقف ہے، اس وجہ سے کیفیتِ سکتہ، کیفیتِ وقف کے حکم میں ہے۔ لہٰذا زیر اور پیش والی تنوین کو سکتہ میں حذف کر دینا چاہیے۔

۴ جس طرح سکتہ موقوف علی الوصل ہے، اسی طرح سکتہ کا حکم بھی موقوف علی الوصل ہے یعنی وقف کرنے سے سکتہ کا وجوب اور جواز ساقط ہو جائیگا۔

۵ سکتہ کی حالت میں بھی رَوم واشمام جائز ہے[1]۔ اگرچہ اداءً بوجہ تکلف مستعمل نہیں ہے

۶ سکتہ کرنا وہیں صحیح ہے جہاں سکتہ ثابت ہو۔ لہٰذا ہر حرفِ ساکن پر سکتہ ہو جانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ البتہ اگر حرفِ صحیح ساکن کے بعد ہمزہ آجائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ سکتہ بطریق جزری جائز ہے۔ اسی کو سکتہ لفظی کہتے ہیں۔

۷ سکتہ کرتے وقت حرفِ مدغم کو ظاہر کر کے پڑھنا چاہیے جیسے مَنْ ۜ رَاقٍ وغیرہ۔

۸ محلِ وقف پر سکتہ جائز نہیں۔ البتہ جن علامتِ وقف پر سکتہ مرسوم ہے وہاں جائز ہے اسی طرح آیات پر بھی سکتہ جائز ہے۔

۹ آیات پر روایۃً سکتہ جائز نہیں اگر بلا لحاظ روایت سکتہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں

۱ كَذا فِي "حُجَّةُ الْقَارِيْ" بحوالہ جبری۔ ۱۲ منہ

۱۰ سکتہ کی علامت س ہے۔ خواہ آیت پر ہو یا بلا آیت، لیکن درمیانِ آیت میں سکتہ نہ مرسوم ہو تو نہ کرنا چاہیے۔

۱۱ سکتہ کرنے میں وقف سے زیادہ تاخیر ہو گئی تو ایسا سکتہ کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کی ادا موقوف علی النقل ہے۔ اسی وجہ سے وقفہ کو سکتہ کہنا صحیح نہیں۔

۱۲ حروفِ مد کے بعد سکتہ کیا جائے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ تو اس وقت مد کرنا بھی جائز ہے۔

۱۳ مدّ متصل پر سکتہ کیا جائے مثل يُصْدِرَ الرِّعَآءُ تو اس وقت بوجہ سکونِ عارض طول بھی جائز ہے لیکن قصر جائز نہیں اور مدّ منفصل میں بحالتِ سکتہ مد جائز نہیں۔

۱۴ سکتہ کر کے ابتدا ہی کرنا چاہیے۔ بحالتِ سکتہ اعادہ جائز نہیں۔

فائدہ: جہاں انفصال معنیٰ کی وجہ سے وصل اور اتصالِ کلام کیوجہ سے وقف مناسب نہیں ہوتا وہاں سکتہ ہی کرنے سے معنیٰ کی وضاحت ہوتی ہے۔

۱۵ حروفِ مقطّعات پر مثل حٰمٓ عٓسٓقٓ سکتہ کرنا روایۃً جائز نہیں۔ لہٰذا ان حرفوں کو ادا کرتے ہوئے خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی حرف پر سکتہ نہ ہونے پائے۔ البتہ میم پر بوجہ آیت سکتہ جائز ہے۔

۱۶ جن کلمات کے آخر میں ھائے سکتہ ہے، اُن پر بجز آیت کے سکتہ کرنا جائز نہیں۔ اس قسم کے سات کلمات ہیں۔ یہ نو جگہ آئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

① لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ سورۂ بقرہ: ۲۵۹

② اقْتَدِهْ ۗ سورۂ انعام: ۹۰

③ كِتٰبِيَهْ ۝ سورۂ حاقہ میں دو جگہ

④ حِسَابِيَهْ ۝ سورۂ حاقہ میں دو جگہ

⑤ مَالِيَهْ ۚ سورۃ حاقہ

⑥ سُلْطٰنِيَهْ ۚ سورۃ حاقہ

⑦ مَا هِيَهْ ۚ سورۃ قارعہ

فائدہ: سکتہ کی دو قسمیں ہیں: سکتہ لفظی اور سکتہ معنوی

① سکتہ لفظی وصل کے حکم میں ہے لیکن بروایتِ حفص یہ سکتہ جائز نہیں، بجز اُس صورت کے جو طریق جزری سے ہے۔

② آیات پر جو سکتے مرسوم ہیں وہ سکتہ معنوی ہیں۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہیے کہ سکتہ معنوی وقف کے حکم میں ہیں اور سکتہ لفظی وصل کے حکم میں ہے۔

[۱۷] حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ذیل کے چار کلمات پر سکتہ واجب ہے۔

① سورۃ کہف میں لفظ عِوَجًا ۚ سکتہ ...... پر

② سورۃ یٰسین میں مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ سکتہ ...... پر

③ سورۃ قیامہ میں قِيْلَ مَنْ ۜ سکتہ ...... پر

④ سورۃ مطففین میں كَلَّا بَلْ ۜ سکتہ ...... پر

[۱۸] علاماتِ وقف میں سے صرف مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ سکتہ پر سکتہ واجب ہے۔ اس پر اگرچہ وقفِ لازم بھی ہے لیکن اگر وقف نہ کیا گیا تو سکتہ کرنا واجب ہے۔

[۱۹] ائمہ وقف سے درمیانِ آیت میں صرف چار جگہ سکتہ جائز ہے:۔

① اعراف: ۲۳ میں ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا پر

② اعراف: ۱۸۴ میں اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا پر

③ یوسف: ۲۹ میں يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا پر

④ قصص: ۲۳ میں يُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر

تنبیہاتِ سکتہ

۱ جن مواقع پر ائمہ وقف کے نزدیک سکتے جائز ہیں، ان کو روایت نہ کرنا چاہیے ورنہ کذب فی الروایت لازم آئے گا۔ البتہ بلا لحاظ روایت سکتہ کرنا جائز ہے۔

۲ آیات پر سکتہ چونکہ لغرض الاعلان جائز ہے، اسلئے مناسب نہیں کہ کسی آیت پر سکتہ کیا جائے اور کہیں نہ کیا جائے۔

۳ سکتہ نہ بلا ثبوت جائز ہے اور نہ بلا ضرورت سکتہ بہتر ہے۔

۴ سکتہ کرتے وقت ہمزہ یا یاء کی آواز نہ ظاہر ہونے پائے ورنہ ایک حرف کی زیادتی لازم آئے گی۔

۵ یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ ہے، یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

سوالات

۱ سکتہ از قسم وقف ہے۔ اسکا مطلب بیان کرو ؟

۲ سکتہ کرتے وقت پڑھنے والے کو کیا کرنا چاہیے ؟

۳ آیات اور علاماتِ وقف پر سکتہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

۴ لفظ مِنۢ مَّرْقَدِنَا پر وقف ضروری ہے یا سکتہ ؟

۵ سکتہ میں کس قدر توقف اور تاخیر ہونی چاہیے ؟ مفصل جواب تحریر کرو

نواں سبق

سکوت کی تعریف اور اسکے احکام

۔ وقف کرنے کے بعد قرآن کے متعلق کسی ضرورت سے ابتداء کرنے میں جو تاخیر ہو، اس کو سکوت کہتے ہیں۔

۱ سکوت میں بھی وقف کی طرح ابتداء اور ارادۂ قراءۃ ضروری ہے۔سکوت کے بعد ابتدا نہ کی گئی یا بحالتِ سکوت کسی دوسری طرف ذہن منتشر ہوگیا یا ارادہ منقطع ہوگیا تو سکوت نہ ہوگا۔

۲ سکوت جمیع احکام میں مثل وقف کے ہے۔ باوجودیکہ تاخیر مزید ابتدا کرتے وقت استعاذہ کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

۳ سکوت کے توقف اور تاخیر کی اگرچہ کوئی حد نہیں جب کہ ذہن منتشر نہ ہو۔ تاہم طویل سکوت مناسب نہیں۔ اسلئے کہ وقف اور سکوت سے قراءۃ افضل ہے۔

۴ سکوت میں اگرچہ پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تاہم کلامِ اجنبی سے سکوت جاتا رہے گا

۵ وقت گزرنے یا جگہ بدلنے سے سکوت کا حکم ساقط نہ ہوگا، بشرطیکہ ذہن دوسری طرف نہ منتقل ہو۔ مثلاً پڑھتے پڑھتے دیر تک کھانسی آتی رہے یا بھولنے پر قرآن مجید دیکھنے کیلئے دوسری جگہ جانے کی ضرورت پڑی تو کوئی حرج نہیں۔ یہ بھی سکوت کے حکم میں ہے۔

۶ قاری وقف کرنے کے بعد تجوید وقراءۃ کے کسی مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائے یا کسی آیت کی تفسیر بیان کرنے لگے بشرطیکہ وعظ کہنا مقصود نہ ہو، توان صورتوں میں بھی سکوت ہی ہوگا

۷ مشق کرتے کراتے وقت، سننے سنانے کی وجہ سے درمیانِ قراءۃ میں جو تاخیر ہو گی وہ بھی سکوت ہی ہوگا۔

۸ سکوت کی حالت میں کسی طالب علم پر پڑھنے کیلئے تنبیہ کی گئی تو صحیح ہے۔ ورنہ تنبیہ کے وقت اگر کوئی کلام فحش نکل گیا تو سکوت کا حکم ساقط ہو جائیگا۔

۹ منافیٔ قراءۃ سے سکوت کا حکم جاتا رہتا ہے، لہٰذا ابتدا کرتے وقت پھر استعاذہ کرنا چاہیے۔

۱۰ وقفِ اضطراری کی حالت میں اگر تاخیر مزید ہوئی تو اس صورت میں بھی سکوت ہی ہوگا، بشرطیکہ کسی ایسی ضرورت میں نہ مشغول ہو جس سے منافیٔ قراءۃ لازم آئے۔

۱۱ کسی آیت پر تکرار یا کسی سورۃ کے بار بار پڑھنے کی وجہ سے دوسری آیت یا دوسری سورۃ کے شروع کرنے میں جو تاخیر ہوگی وہ سکوت نہیں ہے بلکہ وہ عین قراءۃ ہے۔

۱۲ بلا وجہ سکوت اختیار کرنے سے سکوت صحیح نہ ہوگا۔ لہٰذا ایسے غلط سکوت سے احتراز کرنا چاہیے، تاکہ قراءۃ فوت نہ ہونے پائے۔

۱۳ سکوت بھی اگرچہ از قسم وقف ہے لیکن سکوت ہمیشہ آیت ہی پر کرنا چاہیے۔

۱۴ سکوت علاماتِ وقف پر بہتر نہیں اور درمیانِ آیت میں جائز نہیں۔

۱۵ موضع سکتہ پر سکوت جائز نہیں، اس لئے کہ یہ محلِ وقف ہی نہیں۔

تنبیہ: تلاوت کرتے وقت کوئی دوسرا شغل نہ ہونا چاہیے۔ یہ خلافِ ادب ہے۔ لہٰذا سکوت کی حالت میں چائے و پان کا استعمال مناسب نہیں اور اگر قراءۃ میں خلل واقع ہو تو جائز نہیں۔

سوالات

۱ سکوت اور سکتہ میں حقیقتاً کیا فرق ہے ؟

۲ سکوت کی ضرورت اور محل بیان کرو ؟

۳ سکوت کے بعد ابتدا کرتے وقت استعاذہ ہوگا یا نہیں ؟

۴ سکوت میں کس قدر تاخیر کی جا سکتی ہے ؟

۵ کن باتوں سے سکوت کا حکم ساقط ہوتا ہے ؟

دسواں سبق

قطع کی تعریف اور اسکے احکام

وقف کرنے کے بعد پھر نہ پڑھنے کو قطع کہتے ہیں

۱ وقف کرنے کے بعد اگرچہ پڑھنے کا ارادہ نہ ہو لیکن پڑھنا بند نہیں کیا تو اس کو قطع نہ کہیں گے۔

۲ وقف کرنے کے بعد پھر نہ پڑھا گیا، اگرچہ پڑھنے کا ارادہ تھا، لیکن یہ قطع ہو جائیگا۔

۳ قطع قرارۃ[1] کو قطع ارادہ لازم ہے لیکن اگر کوئی مانع پیدا ہو گیا تو اس سے بھی قطع ہو جائے گا۔ مثلاً کسی کے سلام کا جواب ہی دیا گیا ہو۔

فائدہ: قطع کی دو صورتیں ہیں:۔ ۱ قطع حقیقی ۲ قطع اتفاقی۔

❋ قرارۃ کا ختم کرنا ہی مقصود ہو تو اس کو قطع حقیقی کہیں گے۔

❋ اثنائے قرارۃ میں کوئی امر مانع ہو تو اس کو قطع اتفاقی کہیں گے۔

۴ سکوت میں اگرچہ پڑھنے کا ارادہ منقطع نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی وجہ منافی قرارۃ پیدا ہو گئی تو قطع ہو جائیگا۔

۵ اثنا ء قرارۃ میں کسی وجہ سے قطع لازم آئے تو ابتدا کرتے وقت استعاذہ کرنا چاہیے۔

۶ بلا وجہ سکوت کیا لیکن فوراً ہی پڑھنے لگا تو باوجود ارادۂ قرارۃ کے قطع ہو جائے گا۔ اس لئے کہ قطع کے بعد عدمِ ابتداء ضروری نہیں[2] اور نہ توقف اور تاخیر شرط ہے۔

۷ سکوت کی حالت میں پڑھنے کا خیال جاتا رہا تو اس سے بھی قطع ہو جائے گا۔

۸ قرآن مجید ختم کرنے کو قطع لازم نہیں آتا، تاوقتیکہ پڑھنے کا ارادہ بھی نہ منقطع ہو۔ لہٰذا

---

۱ اس سے مراد قطع حقیقی ہے۔۱۲

۲ جبکہ قطع اتفاقی واقع ہو، ورنہ قطع حقیقی کو عدمِ ابتداء لازم ہے۔۱۲ منہ

یہ قطع نہ ہوگا۔

۹ قطع بھی چونکہ از قسم وقف ہے۔ لہٰذا قطع بھی جمیع احکام میں مثل وقف کے ہے۔

۱۰ جس طرح وقف کیلئے کسی موقف اور محل کا وجود ضروری ہے، اسی طرح قطع کیلئے بھی کسی مقطع کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہیئے کہ عین (ع) مقطع کی علامت ہے جس کو عوام الناس اس پر رکعت کرنے کی وجہ سے اس کو رکوع کہنے لگے۔ حالانکہ خود رکعت وغیرہ کی ضرورت سے بھی کسی نہ کسی مقطع کی حاجت ہوتی ہے۔ چنانچہ عموماً علامتِ مقطع (ع) پر رکعت کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو رکوع بھی کہہ سکتے ہیں۔

۱۱ قطع ختم قراءۃ کو کہتے ہیں لہٰذا ختم قراءۃ کسی جز کامل پر ہونا چاہیئے۔ خواہ منزل ہو یا ختم سورۃ یا ختم پارہ ہو، یا نصف ربع ہو یا رکوع۔ ان پر قطع بہتر ہے جبکہ ختم تلاوت مقصود ہو۔

۱۲ قطع کیلئے اصل محل دو ہیں جن کی پابندی بآسانی ممکن ہے: اوّل رکوع، دوسرے آیات۔ لہٰذا قطع کرتے وقت مقطع کی پابندی ضروری ہے۔

۱۳ جن آیتوں پر علامتِ وصل ہو، ان پر قطع نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

۱۴ درمیانِ آیت اور علامتِ وقف پر قطع ہرگز جائز نہیں۔

۱۵ قطع کرتے وقت صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وغیرہ کے الفاظ کہنا بہتر ہے تاکہ سامع کو قراءۃ کا انتظار نہ ہو۔

تنبیہ: اثنائے قراءۃ میں ہر ایسی بات سے بچنا چاہیئے جس سے قطع لازم آئے۔

سوالات

۱ قطع کی تعریف اور صورتیں بیان کرو؟

۲ قطع اتفاقی اور سکوت میں کیا فرق ہے؟

۳ پڑھتے پڑھتے سجدۂ تلاوت ادا کیا گیا تو یہ قطع ہوگا یا سکوت ؟

۴ قطع حقیقی اور قطع اتفاقی کے محل بیان کرو ؟

۵ قطع کرتے وقت کس قسم کے الفاظ ادا کرنا بہتر ہے ؟

فائدہ: جس طرح وقف کو ابتدا لازم ہے اسی طرح معرفتِ وقف کے بعد ابتدا وغیرہ کی معرفت بھی ضروری ہے۔ لہٰذا پڑھنے والوں کو چاہیے کہ ابتداء، اعادہ اور وصل کے احکام کتاب معرفۃ الوقوف سے معلوم کریں۔ میں نے اس میں بہت ہی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فقط۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰىنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

المؤلف
احقر ابن ضیاء محب الدین احمد عفی عنہ ناروی
مدرس شعبہ تجوید و قراءات مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد
یکم صفر المظفر ۱۳۶۵ ہجری

معرفۃ الوقوف

علمِ وقف میں ایک اور لاثانی اور بے نظیر رسالہ

مؤلف

اُستاذُ القُرا حضرۃ مولانا حافظ قاری مُحِبُّ الدین احمد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

اُستاذ القرار مجود اعظم ابی محترم حضرت مولانا مولوی قاری مقری ضیاء الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ، یہ کتاب "معرفۃ الوقوف" میں نے دیکھی۔ یہ طلبائے فن تجوید وقراءات کیلئے بہت مفید اور ضروری کتاب ہے، کیونکہ ہر قاری مقری کو چار علموں کا جاننا ضروری ہے۔ یعنی علم تجوید، علم قراءۃ، علم رسم خط اور علم وقف۔ خدا کا شکر ہے کہ ان سب علوم اور فنون میں بڑی بڑی کتابیں زبانِ عربی میں موجود ہیں۔ ضرورتِ زمانہ کے لحاظ سے اگرچہ اُردو میں بھی پڑھنے پڑھانے کیلئے علم تجوید وقراءات ورسم خط میں کتابیں ہیں لیکن علم وقف میں اب تک کوئی کتاب اس قسم کی اُردو زبان میں میری نظر سے نہیں گزری۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ کہ یہ کمی بھی پوری ہوگئی۔ خدا کرے مؤلف کے ذوق وشوق علم میں روز افزوں ترقی ہو اور یہ کتاب مقبول ہو۔ آمین

حررہ العبد الضعیف ضیاء الدین احمد غفرلہ از نانا ضلع الٰہ آباد

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَرَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ:

احقر ابن ضیاء محب الدین احمد عفی عنہ متوطن قصبہ نارا ضلع الہ آباد کہتا ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ ترتیل کا پہلا جز تجوید الحروف بہت معروف ہوگیا ہے۔ اسکے جاننے والے اور سکھانے والے بکثرت ہیں، مگر ابھی اسکے دوسرے جز معرفۃ الوقوف سے بہت لوگ ناواقف ہیں۔ حتیٰ کہ اکثر قاری علم وقف کے حاصل کرنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگرچہ قراءۃ میں اصل وصل ہے لیکن ہر قاری کو بحالتِ قراءۃ وقف کرنے کی حاجت ہوتی ہے جو بلا معرفت صحیح نہیں۔ اسی طرح غیر محلِ وقف پر وقف جائز نہیں، کیونکہ اگر ایسی جگہ وقف کر دیا گیا تو لفظی تعلق منقطع ہو جائیگا۔ جس سے کلام الٰہی کا معنیٰ واضح نہ ہوگا۔ لیکن جن آیتوں میں لفظی تعلق ہے ان پر وقف جائز ہے۔ اگرچہ آیتِ محلِ وقف نہیں، اسکے باوجود ہر آیت پر ٹھہرنا اَحب ہے۔ چنانچہ آیت پر وقف کرنے کے متعلق یہ حدیث مشہور ہے:-

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَرَاَ
قَطَّعَ قِرَاءَتَهٗ اٰيَةً اٰيَةً. يَقُوْلُ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ثُمَّ
يَقِفُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ثُمَّ يَقِفُ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
ثُمَّ يَقِفُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (کذا فی «کتاب الوقوف» للدانی)

اوّل نزولِ وحی کے وقت حضور ﷺ تعلیماً تعین آیت کی غرض سے تمام کلام اللہ میں ہر

ہر آیت پر وقف فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیثِ وقف میں اس توجیہ کا بھی احتمال ہے کہ حضور ﷺ نے اجازتِ وقف کی غرض سے ہر ہر آیت پر وقف فرمایا ہو۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ ہر آیت پر وقف نہ فرماتے تو جن آیتوں میں مابعد کو ماقبل سے تعلق ہے وہاں وقف کیونکر جائز ہوتا۔ اس لئے کہ محلِ وقف کیلئے لفظی تعلق منقطع ہونا ضروری ہے۔

معرفتِ وقوف کی اہمیت تو اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ○ (مزمل:۴) کی تفسیر میں تجوید الحروف کے بعد معرفۃ الوقوف کو ترتیل کا ایک جز ٹھہرایا ہے۔ پس جو شخص ترتیل سے پڑھے اور قواعد محلِ وقف کے موافق وقف نہ کرے تو اُس کی ترتیل کامل نہ ہوگی اور خلافِ مأمور ہوگا۔ اگرچہ کوئی وقف واجب نہیں جو اَدِلّہ اربعہ (کتاب یا سنّت یا اجماعِ امت یا قیاس) سے ثابت ہو۔ تاہم قراء، قاری کو مثل مسافر اور اوقات کو مثل منازل لکھتے ہیں جیسا کہ مسافر کو ہر ہر منزل پر ٹھہرنا ضروری نہیں ہے بلکہ عبث ہے، اسی طرح قاری کو ہر ہر موقف پر وقف کرنا مناسب نہیں لیکن جس طرح مسافر کو کسی منزل پر ٹھیرنے کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح قاری کو بھی جبکہ پڑھتے پڑھتے اس کی سانس ختم ہونے لگے یا استراحت مقصود ہو تو وقفِ اضطراری یا وقفِ اختیاری ضروری ہے، ورنہ تکلیف مالا یطاق لازم آئے گی۔

پس جبکہ وقف کی ضرورت ثابت ہوگئی تو اسکا جاننا ضروری ہوا۔ کیونکہ وقف بلا معرفتِ وقف صحیح نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے بعض کتبِ قراءۃ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جب تک قاری کو وقف اور ابتداء کی معرفت نہ ہو جائے اس وقت تک مقری اس کو اجازت اور سند نہ دے اور درایۃً بھی قاری مقری کیلئے بہت معیوب ہے کہ ترتیل کے ایک جز کی رعایت کرے اور دوسرے جز میں بڑی غلطیاں کرے۔ لہٰذا علم وقف کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے حتیّ الامکان عام فہم طریقہ پر وقف کے اکثر مسائل لکھ کر اسکا نام معرفۃ الوقوف رکھا۔ باری تعالیٰ عزاسمہٗ سے دُعاء کرتا ہوں کہ اس کو قبول فرما کر مفید اور مقبولِ انام فرما دے۔ آمین یارب العٰلمین

پہلا باب

پہلی فصل

وقف کی تعریف اور تقسیم وغیرہ کے بیان میں

قاری پڑھتے پڑھتے ٹھہر جائے تو اس کی چار صورتیں ہیں :-

۱ اگر صرف انقطاعِ صوت ہے تو سکتہ ہوگا

۲ اگر انقطاعِ نفس بھی ہے تو وقف ہوگا

۳ اگر متعلقاتِ قراءۃ کی وجہ سے وقف میں مزید تاخیر ہوئی تو سکوت ہوگا

۴ اگر انقطاعِ قراءۃ ہے تو قطع ہوگا

اسی وجہ سے قطع کے بعد ابتداء کی حالت میں استعاذہ ضروری ہے۔ یہاں سے وقف وقطع اور سکتہ وسکوت[1] کا فرق بھی ظاہر ہوگیا۔ ① وقف ② سکتہ ③ سکوت ④ قطع ⑤ ابتدا ⑥ اعادہ ⑦ وصل، ان ساتوں کو قراء ملحقاتِ قراءات کہتے ہیں۔

وقف کی تعریف

وقف کی تعریف یہ ہے کہ سانس اور آواز توڑ کر توقف کرنا۔

وقفِ اضطراری

وقف اگر بلا قصد کیا ہے، مثلاً قاری پڑھتے پڑھتے تھک جائے یا بھول جائے جس کو اٹکنا کہتے ہیں یا سانس تنگ ہو جائے تو اس کو وقفِ اضطراری[2] کہتے ہیں۔ یہ وقف ہر کلمہ مقطوعہ پر ہوسکتا ہے۔

---

۱ سکتہ اور سکوت اور قطع کے احکام تفصیل کیساتھ جامع الوقف میں گذر چکے ہیں۔ احمد ضیاء ابن مصنف

۲ اضطرار کے معنیٰ مجبور اور لاچار کے ہیں۔ لہٰذا اگر دفعۃً ٹھہرنے کی ضرورت واقع ہو مثلاً چھینک آجائے یا سانس پھولتی ہو یا ہچکی واقع ہو تو ایسے وقف کو اضطراری کہتے ہیں۔ ۱۲ احمد ضیاء ناروی

وقفِ اختیاری

اگر بالقصد بغرضِ استراحت ٹھہرے تو اُس کو وقفِ اختیاری کہتے ہیں۔ یہ وقف ایسی جگہ ہونا چاہیے جہاں وقفِ تام یا وقفِ کافی یا کوئی علامتِ وقف ہو۔ درمیان میں ٹھہرنا بہتر نہیں۔

وقفِ انتظاری

اگر وجہ مختلفہ کے پورا ہونے کا انتظار کسی کلمہ مختلفہ پر وقف کے بعد کیا جائے تو اس کو وقفِ انتظاری کہتے ہیں۔ یہ وقف جملہ قراء کے اختلاف پورا کرنے کے وقت ہوتا ہے۔

وقفِ اختباری

اور اگر سمجھنے سمجھانے کی غرض سے کسی کلمہ پر امتحاناً وقف کیا جائے، جیسے امتحاناً کسی کلمہ محذوفہ کا ثابت کرنا یا ثابت اور زائد حرف کا کلمہ سے حذف کرنا یا کلمہ مقطوعہ اور موصولہ کا پہچاننا یا کیفیتِ وقف کا معلوم کرنا، اس کو وقفِ اختباری کہتے ہیں۔ یہ وقف ہر کلمہ مقطوعہ پر تفہیم وافہام کی غرض سے کیا جا سکتا ہے۔

اب معلوم ہونا چاہیے کہ وقف اور سکتہ میں کس قدر توقف اور تاخیر ہونی چاہیے۔ بعض قاری وقف میں بلا ضرورت بعض بعض جگہ اس قدر توقف کرتے ہیں کہ سامع کو انتظار رہتا ہے اور یہ نہیں پتہ چلتا کہ قاری نے وقف کیا ہے یا قطع، ایسا وقف جائز نہیں ہے۔ لہٰذا قاری کو چاہیے کہ وقف میں اس قدر توقف کرے کہ سانس بہ آسانی سے لے سکے اور سکتے میں وقف سے کچھ کم تاخیر ہوگی مگر ایسا نہ ہو کہ ہمزہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ سکتہ کرتے وقت اکثر لوگوں سے یہ غلطی ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سکتہ کرتے وقت سانس روکنا پڑتا ہے اور سانس روکنے کی وجہ سے ضغط یعنی جھٹکا ہو جاتا ہے اور یہ صفت ہمزہ کی ہے، اس سے احتراز چاہیے۔

فائدہ: وقف کرنے کے بعد متعلقاتِ قراءۃ کی وجہ سے زیادہ تاخیر ہوئی تو یہ بھی

وقف کے حکم میں ہے۔ اس کو سکوتِ قرارۃ کہتے ہیں۔ مثلاً قاری وقف کر کے کلامِ پاک کی تفسیر کرے یا قرارۃ اور تجوید کا کوئی مسئلہ سمجھائے، اس کو وقف بالسکوت بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر کہیں وقف کر کے قطع قرارۃ مقصود ہو تو قطع کی صورت میں صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ وغیرہ کے الفاظ کہنا بہتر ہے تاکہ سامع کو قرارۃ کا انتظار نہ ہو۔

تنبیہ: قرارۃ افضل ہے وقف سے۔ کیونکہ ایک ایک حرف کو ادا کرنے میں دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ لہٰذا ہر ہر جگہ وقف کرنا یا وقف میں سانس لینے سے زیادہ تاخیر کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر کسی کی سانس پھولتی ہو تو مجبوراً بقدرِ ضرورت تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ قرارۃ اطمینان کے ساتھ ہو۔

فائدہ: پڑھنے میں جس طرح وقفِ اضطراری واقع ہوتا ہے اسی طرح وقفِ اختیاری کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ خواہ افہام وتفہیم کی وجہ سے ٹھہرنے کی ضرورت پڑے یا استراحت وغیرہ کی وجہ سے ضرورت واقع ہو۔ اسکے علاوہ آیات یا علاماتِ وقف وغیرہ پر وقف کرنے سے کلام پاک کے پڑھنے میں ایک حُسن پیدا ہوتا ہے اور معنیٰ کی وضاحت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اوقافِ قرآنی کو بھی تفسیرِ قرآن کہا گیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آیات اور علاماتِ وقف اس قدر ہیں کہ ان پر وقف کرنے کا التزام کیا جائے تو ان کے علاوہ درمیان میں بہت کم وقف کرنے کی ضرورت واقع ہو، لیکن چونکہ کسی وقت درمیان میں بھی وقف کرنے کی حاجت ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کتاب میں آیات اور رموزِ اوقاف کے احکام بیان کرنے سے پہلے وہ قواعد وقف بھی بیان کیے جاویں گے جن کی پابندی سے غیر آیت اور غیر رموز وقف کا حال بھی معلوم ہو جائے کہ کہاں وقف

[1] اور اگر درمیانِ قرارۃ میں بلاوجہ سکوتِ قرارۃ ہوگا تو اس صورت میں قاری کو استعاذہ کر کے قرارۃ شروع کرنا چاہیے۔ کیونکہ ابدالِ فعل سے حکم بدل جاتا ہے۔ اسی طرح اگر سجدۂ تلاوت کے بعد پھر پڑھنا شروع کیا تو استعاذہ کر کے قرارۃ شروع کرنا چاہیے۔ ۱۲ علی محمد بھاگلپوری

ہو سکتا ہے اور کہاں نہیں۔

تنبیہ: بعض لوگ وقف کے معنیٰ غلط سمجھتے ہیں یعنی موقوف علیہ متحرک کو صرف ساکن کر دینا۔ چنانچہ اکثر آیت پر بلا سانس اور آواز بند کیے ہوئے متحرک کو ساکن کرتے چلے جاتے ہیں، نہ یہ وقف ہوگا اور نہ ہی سکتہ۔ اس طرح پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر آیت پر سکتہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ سکتہ بوجہ قطعِ صوت، حکمِ وقف رکھتا ہے۔ اس وجہ سے سکتہ کی حالت میں بھی متحرک کو ساکن کیا جاتا ہے اور منصوب منون الف سے بدلا جاتا ہے مگر علامتِ وقف پر سکتہ کرنا جائز نہیں، اسی طرح درمیان میں بھی کہیں سکتہ نہ کرنا چاہیے۔ البتہ چار جگہ درمیانِ آیت میں ائمہ وقف سے سکتے ثابت ہیں اور مثل وقف کے مرسوم ہیں۔ یعنی جس طرح رموزِ اوقاف بلحاظِ معنیٰ لکھے ہیں، اسی طرح ان چار جگہ بلحاظِ معنیٰ سکتے مرسوم ہیں۔ کیونکہ سکتہ بمنزلہ وقف کے ہے اور وقف اس وجہ سے جائز نہیں کہ وقف سے انقطاع کامل ہو جاتا ہے بخلاف سکتہ کے۔ اور وہ چار سکتے یہ ہیں:-

1. اعراف:۲۳ میں ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا پر
2. اعراف:۱۸۴ میں اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا پر
3. یوسف:۲۹ میں يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا پر
4. قصص:۲۳ میں يُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر

اسکے علاوہ ائمہ وقف سے کہیں سکتہ جائز نہیں۔ سکتہ کرنا وہیں صحیح ہے جہاں ائمہ قراء یا ائمہ وقف سے ثابت ہو، اور وقفِ اختیاری ہر اس موقع پر صحیح ہے جس کے بعد ابتدا ہو سکتی ہو اور قطع ہر اُس موقع پر صحیح ہے جہاں آیت ہو۔ اور اگر غیر علامتِ وقف پر وقف کیا جاوے تو ناواقف قاری کو اعادہ کرنا چاہیے، اور اگر معنیٰ سے واقف ہے تو بلا ضرورت اعادہ مناسب نہیں کیونکہ ایسے اعادہ سے ابتداء بہتر ہے کہ جس سے کلام میں بے ربطی پیدا ہو۔

موضوع وغایت

"علم وقف" کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔ اسلئے کہ وقف کو بحیثیت کیفیتِ وقف کے آخر کلمہ سے تعلق ہے اور بحیثیت محلِ وقف کے کلام سے تعلق ہے۔

اور "غایت" اس کی صحتِ وقف اور وضاحتِ معنیٰ ہے۔

معرفت الوقوف

معرفت الوقوف ترتیل کا دوسرا جز ہے۔ اس میں دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے :۔
اوّل کیفیتِ وقف، دوسرے محلِ وقف

اور کیفیتِ وقف کی دو صورتیں ہیں :۔ ایک بلحاظِ ادا، دوسرے بلحاظِ رسم
اور کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا کی چار صورتیں ہیں :۔
① وقف بالاسکان ② وقف بالاشمام ③ وقف بالروم ④ وقف بالابدال

اسی طرح محلِ وقف کی چار صورتیں ہیں: یعنی ① وقفِ تام ② وقفِ کافی ③ وقفِ حسن ④ وقفِ قبیح۔ ہر ایک کی تعریف وغیرہ اُس کے موقع پر بیان کی جائے گی۔ جو لوگ عربی سے ناواقف ہیں اور اوقافِ اربعہ کو نہیں سمجھتے ان کی آسانی کیلئے رموز اور علاماتِ وقف اور آیت کے احکام بھی بیان کیے جائیں گے اور چونکہ وقف کی ضد وصل ہے اور ہر وقف کے بعد ابتداء یا اعادہ ضروری ہے، اس وجہ سے دوسرے باب میں ابتداء اور اعادہ اور وصل کے اَحکام بیان کیے جائیں گے۔

دوسری فصل

کیفیتِ وقف کے بیان میں

کیفیتِ وقف یعنی یہ معلوم کرنا کہ کس طرح وقف کرنا چاہیے۔ قراء وقف میں اسی سے بحث کرتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا اور کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم خط اور وصل۔

کیفیتِ وقف بلحاظِ ادا کے چار قاعدے

۱ وقف بالاسکان

یعنی موقوف علیہ کو بلا کسی حرکت اور اشارۂ حرکت کے ساکن پڑھنا۔ یہ وقف اصل ہے۔ اس لئے کہ ابتدا اور حرکت کی ضد اسی کو مقتضی ہے کہ وقف بالاسکان ہی ہو۔ دوسرے یہ کہ وقف سہولت اور تخفیف کو مقتضی ہے اور وقف بالاسکان میں زیادہ تخفیف ہے بخلاف رَوم اور اشمام کے، کہ رَوم میں کچھ حرکت اور اشمام میں اشارۂ حرکت ضروری ہے۔ تیسرے یہ کہ وقف بالاسکان تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے چاہے حرکت اصلی ہو یا عارضی بخلاف رَوم واشمام کے۔ رَوم صرف موقوف علیہ مکسور اور مضموم میں ہوتا ہے اور اشمام صرف موقوف علیہ مضموم میں ہوتا ہے۔

۲ وقف بالابدال

یعنی حرفِ موقوف علیہ کو قاعدہ کے موافق بدل کر پڑھنا۔ پس اگر حرفِ موقوف علیہ پر دو زبر ہوں تو اس کی تنوین کو الف سے بدلا جائے گا۔ چاہے منصوب منون کا الف لکھا ہو جیسے عَلِيمًا یا نہ لکھا ہو جیسے جُفَآءً وغیرہ اور اگر گول ۃ (بشکل ھاء) ہو تو اس کو ھائے ساکنہ سے بدلا جائے کیونکہ وقف تابع رسم خط کے ہے۔ اسی طرح بلحاظِ رسم بالابدال مثل مُوْسٰی، عِیْسٰی پر وقف کیا جائے تو یہ وقف علی الابدال ہوگا۔

فائدہ: دوکلمہ موصولہ بِئْسَمَا حکم میں ایک کلمہ کے ہے۔ لہٰذا رسماً وصل ہونے کی وجہ سے دوسرے کلمہ پر وقف کیا جائے تو اس کو وقف علی الوصل کہیں گے۔ اس بیان سے رسم خط کا مہتم بالشّان ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔ پس معلوم ہو کہ قاری کو رسم خط عثمانی کا جاننا بھی ضروری ہے۔ ورنہ وقف خلافِ قاعدہ ہوگا۔

۳ وقف بالاشمام

یعنی موقوف علیہ مضموم ہو تو اس کو ساکن کرتے ہوئے ضمہ کا ہونٹوں سے اشارہ کرنا یعنی ہونٹوں کی ایسی شکل بنانا جیسے بُیُوْتٍ کی باء کا ضمہ ادا ہوتے وقت ہونٹوں کی شکل ہو جاتی ہے۔ اشمام میں بقدرِ واوٴ مدہ تاخیر نہ ہو، ورنہ اشمام صحیح نہ ہوگا۔ رَوم اور اشمام اس غرض سے ہوتا ہے کہ سامع کو موقوف علیہ کے اعراب اور حرکت کا علم ہو جائے۔ اسی وجہ سے اشمام اور رَوم کو اکثر قراء پسند کرتے ہیں کیونکہ اِن دونوں سے موقوف علیہ کی حرکت معلوم ہو جاتی ہے۔ لیکن وقف بالاشمام فتحہ اور کسرہ میں اس وجہ سے نہیں کہ اشمام میں انضمامِ شفتین ہوتا ہے اور انضمامِ شفتین فتحہ اور کسرہ میں نہیں ہوتا۔ اشمام حرکتِ عارضی، میم جمع اور تاء مدوّرہ میں نہیں ہو گا۔

۴ وقف بالروم

یعنی موقوف علیہ کی حرکت کو اتنا خفیف اور ضعیف پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اس کی حرکت محسوس کر سکے۔ رَوم فتحہ کی حالت میں اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ فتحہ اَخف حرکت ہے لہٰذا رَوم سے اس کی تضعیف اور تخفیف دشوار ہے۔ رَوم بھی حرکتِ عارضی، میم جمع اور تاء مدوّرہ میں نہ ہوگا۔ رَوم میں اگرچہ کچھ حرکت ہوتی ہے لیکن موقوف علیہ منون کی تنوین رَوم کی حالت میں گر جائے گی، صرف اس کی حرکت میں رَوم ہوگا۔ اسی طرح رَوم کی حالت میں ہائے ضمیر کا صلہ نہ ہوگا جیسے وَرَسُوْلُهٗ اور بِاَمْرِهٖ وغیرہ۔

کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم خط اور وصل کی چار صورتیں

کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم خط اور وصل۔ ان کی موافقت اور مخالفت کے اعتبار سے وقف کرنے کی چار صورتیں ہیں:۔

۱ موافقِ وصل، موافقِ رسم

اس کی مثالیں ظاہر ہیں جیسے مَالِيَهْ۔ اس لیے کہ جس کلمہ کو جس طرح وصل کی حالت میں پڑھتے ہیں، اسی طرح لکھا بھی ہوا ہے۔

۲ مخالفِ وصل، مخالفِ رسم

جیسے عَمَّهْ اور لِمَهْ وغیرہ۔ مگر یہ صورت حفص رحمہ اللہ کی روایت میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ صورت نہ بیان کی جاوے گی۔ کیونکہ میں انہیں کے موافق بیان کر رہا ہوں۔

۳ مخالفِ وصل، موافقِ رسم

اس صورت کے بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی پڑھنے والا حفص رحمہ اللہ کی روایت میں وقف موافقِ وصل نہ کرے۔ اسکے چند کلمات یہ ہیں:۔ لفظ لٰكِنَّاْ سورۂ کہف: ۳۸ میں اور اَلظُّنُوْنَاْ، اَلرَّسُوْلَاْ، اَلسَّبِيْلَاْ سورۂ احزاب میں اور پہلا قَوَارِيْرَاْ سورۂ دہر میں اور لفظ اَنَاْ (ضمیر مرفوع منفصل) تمام کلام اللہ میں۔ ان سب کے آخر کے الفات وصل میں نہیں پڑھے جاتے ہیں صرف وقف میں پڑھے جاویں گے۔ اور لفظ سَلٰسِلَاْ جو سورۂ دہر میں ہے چونکہ اس میں بحالتِ وقف اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں اس وجہ سے بصورتِ حذف، وقف "موافقِ وصل، مخالفِ رسم" والی صورت کے موافق بھی ہوگا۔

۴ موافقِ وصل، مخالفِ رسم

اس صورت کے بھی بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ دیگر قاریوں کی طرح

حفص رحمہ اللہ کے یہاں بھی بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر وقف موافقِ وصل مخالفِ رسم کے ہوتا ہے۔ اس قسم کے کلمات یہ ہیں :- ثَمُوْدَاْ اور اَنْ تَبُوْٓءَاْ اور لَنْ نَّدْعُوَاْ، لِتَتْلُوَاْ، لِيَبْلُوَاْ، لِيَرْبُوَاْ، نَبْلُوَاْ اور قَوَارِيْرَاْ ثانی سورہ دہر میں۔ ان سب کلمات کے آخر میں الفات رسماً ہیں، قراءۃً نہیں۔ اس وجہ سے ان کلمات پر نہ وقف تابع رسم خط ہے اور نہ وصلاً اثباتِ الف ہے۔ اسی طرح مثل تَتْلُوْاْ اور يُحْيِ وغیرہ۔ اس قسم کے کلمات میں جو حروف بوجہ تماثل غیر مرسوم ہیں، ان پر بھی وقف موافقِ وصل مخالفِ رسم ہوگا۔

لفظ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ جو سورہ نمل میں ہے، چونکہ اس میں بحالتِ وقف، حذف اور اثباتِ یاء دونوں جائز ہیں۔ اس وجہ سے بصورتِ حذف، وقف مخالفِ وصل موافقِ رسم والی صورت کے بھی موافق ہے۔

پڑھنے والے کو چاہیئے کہ ہر چہار صورت کا فرق مع مثال خوب سمجھ کر یاد کرلے۔

تیسری فصل

محلِ وقف کے بیان میں

محلِ وقف یعنی وقف کرنے کی جگہ پہچاننا کہ کس جگہ وقف کرنا صحیح ہے اور کہاں صحیح نہیں ائمہ وقف اسی سے بحث کرتے ہیں۔ اس وجہ سے معرفتِ وقف میں یہ اصل ہے۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہیے کہ دراصل صحیح محلِ وقف وہ ہے کہ جس جگہ وقف کرنے کے بعد ابتدا کرنا صحیح ہو۔ خواہ کوئی علامتِ وقف ہو یا نہ ہو۔ اگرچہ وصل کی جگہ وقف یا وقف کی جگہ وصل کرنے سے معنیٰ نہیں بدلتے، تاہم بے محل وقف کرنے سے سامع کو کسی دوسرے معنیٰ کا وہم ہوسکتا ہے۔ محلِ وقف کے موافق وقف کرنے سے نہ کلام میں انقطاع ہوگا اور نہ کسی جگہ ایہام معنیٰ غیر مراد لازم آئے گا بلکہ محلِ وقف پر وقف کرنے سے معنیٰ کی وضاحت اور تحسینِ قراءۃ ہوگی۔ اگرچہ وقف کرنے کی اصل علت دو ہیں :-

[۱] باقتضائے نفس یعنی جب کہ سانس پوری ہوجائے، خواہ کلام پورا ہو یا نہ ہو

[۲] باقتضائے ختم کلام یعنی جبکہ کلام پورا ہوجائے، خواہ سانس پوری ہو یا نہ ہو

لیکن چونکہ وقف کرنے کے اور بھی وجوہ پیدا ہوجاتے ہیں اور کبھی غیر علامتِ وقف پر وقف کرنے کی ضرورت پڑجاتی ہے، اسی وجہ سے محلِ وقف کی معرفت ضروری ہے۔

وقف کی رعایتیں مختلف ہونے کی وجہ سے محلِ وقف کے اختیار کرنے میں قراء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض قراء صرف حُسنِ وقف کو پسند کرتے ہیں اور بعض قراء صرف حُسنِ ابتداء کو پسند کرتے ہیں۔ امام عاصم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ختم کلام پر وقف کو پسند کیا ہے۔ اسلئے کہ اس میں حُسنِ وقف اور حُسنِ ابتداء دونوں کی رعایت ہے۔ اور بعض قراء مطلقاً آیت پر ٹھہرنے کو پسند کرتے ہیں خواہ آیت پر کوئی علامتِ وقف ہو یا علامتِ وصل ہو۔ اور بعض قراء ختم سانس کو پسند کرتے ہیں یعنی جب ختم سانس وقف کو مقتضی ہو ورنہ ان کے نزدیک وصل بہتر ہے۔ بہر

حال مجموعی حیثیت سے محلِ وقف اختیار کرنے میں وہ صورت بہتر ہے جس سے کلام اللہ پڑھنے میں خوبی پیدا ہو۔ اس وجہ سے تعلقِ لفظی وعدمِ تعلق اور حسن وقباحت کے اعتبار سے ائمہ وقف نے محلِ وقف کی چار قسمیں کی ہیں :- تام، کافی، حَسن، قبیح اور کہیں بعض بعض جگہ وقفِ تام میں اَتَم اور کافی میں اَکْفٰی اور حَسن میں اَحْسَن اور وقفِ قبیح میں اَقْبَحْ بھی پایا جائیگا۔ وقفِ تام اور وقف حَسن کہیں آیت پر اور کہیں غیر آیت کے موقع پر بھی واقع ہوں گے۔ چاہے کوئی علامتِ وقف لکھی ہو یا نہ لکھی ہو۔ لیکن وقفِ قبیح ہمیشہ بلا آیت واقع ہوگا۔ کیونکہ آیت پر وقف کرنا کسی صورت میں بھی قبیح نہیں ہے۔

ائمہ وقف کے نزدیک محلِ وقف کی چار قسمیں

١ وقفِ تام

یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے نہ تعلقِ لفظی ہو اور نہ معنوی۔ اسی وجہ سے بہ نسبت اور اقسامِ وقف کے اس پر وقف کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ اسکے بعد وقفِ کافی کا مرتبہ ہے اور وقفِ کافی کے بعد وقفِ حَسن کا مرتبہ ہے، لیکن دراصل محلِ وقف وہی اختیار کرنا چاہیئے جسکے بعد ابتداء ہوسکے۔ پس جب وقفِ تام پر وقف کیا جائے تو ابتداء مابعد سے کی جائے۔ یہ وقف اکثر قصائص اور واقعات کے پورا ہونے پر اور اکثر آیتوں کے ختم پر ہوتا ہے۔ جیسے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ، وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ يٰبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ اور أَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ وَأَنذِرِ النَّاسَ وغیرہ اور وقفِ تام کہیں آیت پوری ہونے سے پہلے بھی واقع ہوتا ہے۔ جیسے وَجَعَلُوٓا أَعِزَّةَ أَهْلِهَآ أَذِلَّةً ۚ وقفِ تام ہے، اسکے بعد وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ پر آیت ہے۔ اسی طرح لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِي ۚ پر وقفِ تام ہے، اسکے بعد وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ۝ پر آیت ہے اور کہیں وقفِ تام آیت پوری ہونے کے بعد ہوتا ہے جیسے وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ

عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ۝ پر آیت ہے اسکے بعد وَبِالَّيۡلِ ؕ پر وقفِ تام ہے۔ يَتَّكِـُٔوۡنَ ۝ پر آیت ہے اسکے بعد وَزُخۡرُفًا ؕ پر وقفِ تام ہے۔ اور کہیں کہیں ہر ہر آیت پر وقفِ تام ہے اور کہیں دو دو آیت کے بعد وقفِ تام اور کہیں کہیں کئی کئی آیت کے بعد وقفِ تام ہوتا ہے۔ بہر حال وقفِ تام آیت کے تابع نہیں، لیکن وقف البتہ تام اور کافی کے تابع ہے۔

اور کہیں ایک قراءۃ کے لحاظ سے وقفِ تام ہوتا ہے جیسے سورۂ ابراہیم علیہ السلام میں عَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۝ پر ایک قراءۃ کے مطابق وقفِ تام ہے اس کے بعد اَللّٰهُ الَّذِيۡ مرفوع ہے اور دوسری قراءۃ کے موافق وقفِ حسن ہے جس قراءۃ میں اَللّٰهِ الَّذِيۡ مجرور ہے۔

اور کہیں ایک تفسیر کے لحاظ سے وقفِ تام ہوتا ہے جیسے وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ پر اور پھر یہیں دوسری تفسیر کے لحاظ سے وقفِ قبیح ہوتا ہے جس تفسیر میں وَالرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ کا عطف لفظ اَللّٰهُ پر ہے۔

۲ وقفِ کافی

وقفِ کافی یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے تعلق لفظی نہ ہو۔ اس وجہ سے اس پر وقف بہتر ہے۔ اس صورت میں بھی ابتداء مابعد سے ہوگی جیسے وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِكَ ... الخ اسی طرح يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اور اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ۝ وغیرہ پر وقف کیا جائے تو ابتدا مابعد سے ہوگی۔ وقفِ کافی بھی آیت کے تابع نہیں۔ کبھی وقفِ کافی آیت سے پہلے اور کبھی آیت کے بعد واقع ہوگا۔ اگر وقفِ کافی آیت سے پہلے واقع ہو تو آیت پر وقف کرے اور اگر آیت کے بعد واقع ہو تو وقفِ کافی پر وقف کرے۔ اسلئے کہ ایسے مواقع پر آیتِ لا [۝] کے بعد متصلاً محلِ وقف واقع ہو تو یہ آیت محلِ وقف نہ ہوگی۔

فائدہ: جو آیاتِ مسجّع مثل آیت سورۂ جن، سورۂ مدثر، سورۂ تکویر، سورۂ انفطار اور سورۂ

ہم شکل اور ہم وزن آیتیں جیسے اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۝ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۝ وغیرہ۔ احمد ضیاء

انشقاق وغیرہ ہیں، ان آیات پر بھی برعایتِ سجع وقف بہتر سمجھا گیا ہے۔ اس قسم کی صورتیں متماثل الفواصل کلام پاک میں بکثرت ہیں۔ اسی طرح وقف اُن اوقاف پر بھی بہتر ہے جو اس قسم کے ہیں جیسے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط اور اسی طرح تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز پر اور وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز پر بوجہ تعلقِ لفظی نہ ہونے کے بھی ہر ایک کے آخر والے جملے پر وقف بہتر ہے۔

۳ وقفِ حسن

وقفِ حسن یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے تعلق لفظی ہو۔ اس پر وقف جائز تو ہے مگر مابعد سے ابتداء جائز نہیں۔ لہٰذا جب وقفِ حسن پر وقف کیا جائے تو جہاں سے اعادہ اَحسن یا حَسن ہو وہاں سے اعادہ ضرور کرنا چاہیے، تاکہ کلام میں ربط ہو جائے۔ کیونکہ قراء کے نزدیک کلام پاک میں کلمہ اور کلام کی تصحیح اصل مقصود ہے اور مفسرین کے نزدیک توضیح اور تصحیح معنیٰ اصل مقصود ہے اور ائمہ وقف کے نزدیک لفظ اور معنیٰ دونوں کی صحت اصل مقصود ہے۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک دونوں کی رعایت ضروری ہے، تاکہ وقف بھی صحیح ہو اور معنیٰ بھی صحیح ہو، اور وقفِ حسن میں چونکہ لفظی تعلق ہوتا ہے اگرچہ معنوی نہ ہو لیکن صلاحیتِ وقف کی وجہ سے وقف کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو وقفِ صالح بھی کہتے ہیں، لیکن چونکہ ابتدا کی صلاحیت نہیں، اس وجہ سے یہاں ابتدا جائز نہیں۔ لہٰذا وقفِ حسن پر وقف کیا جائے تو اعادہ ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص وقف کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر، یہاں وقفِ حسن تو ہے مگر ابتداء اس وجہ سے صحیح نہیں کہ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ کو ماقبل سے تعلق لفظی ہے اور جن آیتوں پر وقفِ حسن ہے، اُن پر وقف کرنے کے بعد اعادہ نہ کرنا چاہیے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ یہاں اَلْعٰلَمِيْنَ ○ پر وقفِ حسن ہے۔

تنبیہ: بلا ضرورت وقف کی جگہ وصل اور وصل کی جگہ وقف جائز نہیں۔ اس لئے کہ

محلِ وقف کا وصل کرنے سے اتصالِ کلام اور محلِ وصل پر وقف کرنے سے کلام کے انفصال کا وہم یا ایہام معنیٰ غیر مراد لازم آئے گا۔

۴ وقفِ قبیح

وقفِ قبیح یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے لفظاً اور معنیً دونوں قسم کا تعلق اس طرح ہو کہ اس موقوف علیہ تک جو عبارت پڑھی گئی، اس سے کلامِ الٰہی کا معنیٰ مقصود ظاہر نہ ہو، اور سامع کو معنیٰ غیر مراد کا وہم ہو یا جملہ کا معنیٰ ظاہر نہ ہو۔ اسی وجہ سے وقفِ قبیح پر وقف جائز نہیں اسلئے کہ اتصالِ کلام کی وجہ سے وقفِ قبیح پر وقف کرنے سے کوئی نہ کوئی قباحت لازم آئے گی۔ لہٰذا وقفِ اختیاری میں حتیّ الامکان کلام کے پورا کرنے کا خیال رکھنا چاہیے کہ جہاں کلام پورا ہو جائے وہاں وقف کر دیا جائے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ "وقف" کلام کے تمام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس وقفِ قبیح پر بلا ضرورتِ اضطرار ہرگز وقف نہ کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ وقفِ قبیح پر بلا ضرورت وقف جائز نہیں اور نہ ابتدا جائز ہے۔ اور وقفِ قبیح کے چند مواقع یہ ہیں :۔

- وقفِ مضاف پر بلا مضاف الیہ کے
- فعل پر بلا فاعل یا نائب فاعل کے
- فاعل پر بلا مفعول کے
- مبتدا پر بلا کسی خبر کے
- کَانَ و اِنَّ وغیرہ کے اسم پر بلا ان کے خبر کے
- موصول پر بغیر صلہ کے
- موصوف پر بلا صفت کے
- شرط پر بلا جزا کے

- معطوف علیہ پر بلا معطوف[1] مفرد کے
- قسم پر بلا جوابِ قسم کے
- اسم اشارہ پر بلا مشارٌ الیہ کے
- مستثنیٰ منہ پر بلا مستثنیٰ کے
- مُمیّز پر بلا تمیز کے
- مفسر پر بلا تفسیر کے
- ذوالحال پر بلا حال کے
- مؤکد پر بلا تاکید کے
- مبدل منہ پر بلا بدل کے
- اَفعالِ متعدی (دو مفعول والے) میں، پہلے مفعول پر بلا دوسرے مفعول کے
- تمنّی واستفہام اور اَمر ونہی پر بلا ان کے جوابات کے
- ہر عامل پر بلا اسکے معمول کے
- اور ہر مَتْبُوع پر بلا اس کے تابع کے

وقف کیا گیا تو ایسا وقف قبیح ہوگا اگر اضطراراً قاری وقف کرے تو اعادہ کرنا بہت ضروری ہے۔

- اور ہر منفی پر بلا ایجاب کے جس کے بعد حرفِ ایجاب[2] آئے، وقف کرنا اقبح ہے جیسے وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ط میں لفظ اِلٰہٍ پر اور وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ میں لفظ اَرْسَلْنٰکَ پر اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ پر بلا اسکے مابعد کے۔ اسی طرح وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا پر بلا اسکے ایجاب کے وقف جائز نہیں۔ کیونکہ اقبح

---

[1] معطوفِ مفرد کی مثال حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وغیرہ۔ ۱۲ احمد ضیاء

[2] حرفِ ایجاب سے مراد یہاں پر کلمہ مثبت ہے۔ ۱۲ علی محمد بھاگلپوری

میں اگرچہ خود قاری کا عقیدہ فاسد نہ ہو لیکن اس کے وقف کرنے کی وجہ سے احتمال ہے کہ سامع اسکے معنیٰ کا عقیدہ کر کے اس کی بدولت کافر ہو جائے۔

حاصل یہ کہ اس میں ایہام مالایلیق[1] لازم آتا ہے۔ جس کے بابت لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا سے نہی وارد ہے۔ لہٰذا ہر اس موقع پر جہاں ایسا ایہام لازم آئے، وقف نہ کرنا چاہیے۔ مثلاً اِنِّیْ کَفَرْتُ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ وغیرہ پر بلا قراءۃ ان کے مابعد کے وقف کیا جائے۔ ایسے نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ایسے فصل اور وقف سے معنیٰ فاسد ہو کر ایہامِ مالایلیق لازم آتا ہے۔ مگر افسوس وقفِ تام، وقفِ کافی، وقفِ حسن اور وقفِ قبیح جن کے نزدیک یہ قسمیں ہیں، انھوں نے ان کے رموز نہیں لکھے۔ ان اقسامِ وقف کے موافق مع رعایتِ تفاوت وہی لوگ وقف کر سکتے ہیں جو تفسیر اور صرف ونحو سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے علامہ سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے وقف کی پانچ قسمیں کر کے ان کی علامتیں وضع کی ہیں۔ تاکہ جو لوگ صرف ونحو اور معانی سے ناواقف ہیں، ان کو وقف کرنے میں سہولت ہو۔ چنانچہ اسکی وجہ سے بہت آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ

علامہ سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محل وقف کی پانچ قسمیں

1. وقفِ لَازِم
2. وقفِ مُطْلَق
3. وقفِ جَائِز
4. وقفِ مُجَوَّز
5. وقفِ مُرَخَّص

[1] اِیْہَامُ مَا لَا یَلِیْقُ یعنی ایسا وہم جو غیر مناسب ہو۔

اس میں ترتیب علی التدریج ہے، یعنی اقویٰ، قوی، اَحسن، ضعیف، اَضعف۔ لہٰذا قاری کو چاہیے کہ حتی الامکان علامتِ قویہ کو چھوڑ کر ضعیف پر نہ ٹھہرے بلکہ مراتب کا خیال رکھے۔ اور جب ان میں سے کسی پر بھی وقف کیا جائے تو اعادہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ابتدا کرنا چاہیے۔

① پس اوّل وقفِ لازم ہے۔ اس پر وقف کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ اگرچہ اس کے قریب اور علامتیں بھی ہوں تو وقف لازم ہی پر وقف کرے۔ اس کی علامت میم ہے۔

② اسکے بعد وقفِ مطلق کا مرتبہ ہے۔ اس کی علامت طاء ہے۔

③ اسکے بعد وقفِ جائز ہے۔ اس کی علامت جیم ہے۔

④ اسکے بعد وقفِ مجوز ہے۔ اس کی علامت زاء ہے۔

⑤ اس کے بعد وقفِ مرخص ہے۔ اس کی علامت صاد ہے۔ اس علامت پر نہایت مجبوری کی حالت میں جبکہ قاری کا سانس تنگ ہونے لگے تو وقف کی اجازت اور رخصت دی گئی ہے۔

ان علامتوں کے علاوہ بعض قرآن شریف میں چار قسم کی علامتیں اور بھی ہیں، لہٰذا اگر ان اوقاف پر وقف کیا جائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں :۔

❋ ایک قِیْلَ عَلَیْہِ الْوَقْفُ اس کی علامت ق ہے۔

❋ دوسرے لفظ کَذٰلِكَ یعنی وقف کے بارے میں حکم مثل ماسبق کے ہے۔ اس کی علامت لکۓ ہے۔

❋ تیسرے قَدْ یُوْقَفُ اس کی علامت قِفْ ہے۔

❋ چوتھے لفظ قَدْ یُوْصَلُ اس کی علامت صِلْ ہے۔

اور کہیں کہیں قریب قریب دو جگہ تین تین نقطے [∴] مرسوم ہوتے ہیں۔ یہ علامت وقفِ معانقہ کی ہے۔ بعض قرآن شریف کے حاشیہ پر مع لکھا رہتا ہے، اس سے مراد معانقہ

ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ وصلِ اوّل فصلِ ثانی، یا فصلِ اوّل وصلِ ثانی کرے۔ تاکہ معنیٰ کی وضاحت ہو جائے، کیونکہ دونوں جگہ وقف کرنے سے بیچ والا کلمہ بے ربط ہو جائیگا اور وصلِ کُل کر دینے سے معنیٰ سمجھنے میں سامع کو دقت ہو گی۔

نیز اگرچہ وقفِ معانقہ پر وصلِ کل اصل کی بناء پر جائز ہے، لیکن ایسے قاری کے لئے جو اکثر علاماتِ وقف کا وصل کرتا ہوا آرہا ہو۔ کیونکہ یہ صورت اہتمامِ[1] وصل کی ہے۔ اور جو کہیں وصل اور اکثر وقف کرتا ہو، اس کو چاہیے کہ جو حکم وقفِ معانقہ کا بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے لیکن فصلِ کل کسی طرح جائز نہیں۔

علاماتِ وقف کے واقع ہونے کی کئی صورتیں ہیں:۔

❋ کہیں کوئی علامتِ وقف قبل آیت بالکل قریب ہو گی۔ جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ ایسے موقع پر وقف آیت پر کرنا چاہیے

❋ اور کہیں بعد آیت بالکل قریب ہو گی جیسے سورۂ ابراہیم: ۲۸ میں دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ اس قسم کے مواقع میں علامتِ وقف پر وقف کرنا بہتر ہے

❋ اور کہیں کہیں خود آیت پر بھی کوئی نہ کوئی علامتِ وقف یا کہیں علامتِ وصل ہو گی، اس وقت بلحاظِ علامت وقف کرنا چاہیے۔

❋ اور بعض جگہ بوجہ اختلافِ تفسیر کئی کئی علامتیں ایک ہی جگہ جمع ہوں گی، ایسے موقع پر قوی کو ضعیف پر ترجیح دینا چاہیے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے موقع پر حسبِ اقتضائے سانس عمل کرنا چاہیے یعنی جب وقف کی ضرورت ہو یا علامتِ وقف قوی ہو تو وقف کرے ورنہ وصل کرے۔ اور آیت پر مطلقاً وقف کرنا مستحب ہے، اگرچہ آیت پر علامتِ وصل ہی کیوں نہ ہو، لیکن جب کہ یہ وقف بخیالِ ادائے سنّت ہو، ورنہ جو آیت محلِ وقف ہی نہیں ان پر بلا ضرورت

[1] یعنی جس نے اسکا التزام واہتمام کرلیا ہو کہ جب تک سانس ختم نہ ہو گی، کسی علامتِ وقف پر وقف نہ کریں گے تو ایسا قاری اگر معانقہ کے موقع پر دونوں جگہ وصل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ علی محمد بھاگلپوری

وقف نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ جس طرح آیت پر وقف مستحب ہے، اسی طرح آیت کا وصل بھی مستحب ہے۔

تنبیه: قاری کو چاہیے کہ پڑھنے میں اس بات کا پہلے سے خیال رکھے کہ اگر کسی آیت یا علامتِ وقف کے وصل سے دوسری آیت یا علامتِ وقف تک سانس نہیں پہنچ سکتی تو اسی آیت یا علامتِ وقف پر ٹھہر جائے جو پہلے واقع ہو۔ بالخصوص ایسی صورت میں کہ اگر مابعد کے وصل سے دوسرے موقف تک سانس نہ پہنچنے سے ایہام لازم آئے تو ایسی حالت میں پہلی آیتِ علامتِ وقف پر ضرور وقف کرلے۔ کیونکہ ایسے موقع کا وصل جائز نہیں کہ جس سے کسی موقف تک سانس نہ پہنچ سکے۔ مثلاً وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (مائدہ:۹) کا وصل مابعد سے کرے اور پوری آیت وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا کی نہ پڑھے بلکہ بِاٰيٰتِنَا پر وقف کرے۔

اسی طرح اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ کا وصل اور اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ پر وقف اور مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ کا وصل اور وَمَنْ يُّضْلِلْ پر وقف اور اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ کا وصل اور وَاِنْ يَّعُوْدُوْا پر وقف اور فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ کا وصل اور وَمَنْ عَصَانِيْ پر وقف جائز نہیں۔ تاکہ ایہامِ معنیٔ غیر مراد نہ لازم آئے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ بعض جگہ وقف حرام ہے جیساکہ کہا گیا ہے کہ بعض جگہ وصل کرنا حرام ہے۔ لہٰذا ایسی جگہ وقف کرنا واجب ہوگا۔ جیساکہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ پر وقف واجب ہے۔

بہرحال بے محل وقف اور بے محل وصل کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ پس حتی الامکان پڑھنے میں احکامِ وقف اور احکامِ وصل کا بہت لحاظ رکھنا چاہیے۔ تاکہ قراءۃ باحسنِ وجوہ پوری ہو سکے۔

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الْاَوَّلُ. فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

دوسرا باب

پہلی فصل

ابتدا کے بیان میں

ابتدا یعنی قراءۃ شروع کرنا یا موقوف علیہ کے بعد سے پڑھنا۔ چونکہ وقف کے بعد بھی ابتدا ہوتی ہے لہٰذا معرفتِ وقف کے بعد، ابتدا کی معرفت بھی ضروری ہے۔ اہل فن اسی ابتدا سے بحث کرتے ہیں۔

پس معرفتِ ابتدا میں بھی دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے یعنی کیفیتِ ابتدا اور محلِ ابتداء تاکہ قاری بے قاعدہ اور بے محل ابتدا نہ کرے۔ بعض لوگ بوجہ لاعلمی صحیح ابتدا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے متعلق ضروری باتیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ مبتدی کو دقت نہ ہو۔

ابتدا کی چار صورتیں :۔

① قراءۃ کی ابتدا۔ اس کو ابتدائے حقیقی کہتے ہیں

② وقف کے بعد کی ابتدا۔ اس کو ابتدائے اصطلاحی کہتے ہیں

③ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد پھر کلام اللہ شروع کرنا۔ اس کو ابتدائے حکمی کہتے ہیں

④ کسی سورۃ کو ختم کر کے دوسری سورۃ یا وہی سورۃ شروع کی جائے۔ اس کو ابتدائے تقدیری کہتے ہیں۔

اور اگر قطع کے بعد پھر ابتدا کی گئی تو یہ بھی ابتدائے حقیقی کہی جائے گی۔ ابتدائے حقیقی پر استعاذہ اور ابتدائے حکمی وتقدیری پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے اور ابتدائے اصطلاحی میں نہ استعاذہ ہے نہ بسملہ ہے۔

کیفیتِ ابتداء

یعنی وقف کرنے کے بعد پھر کیوں کر شروع کرنا چاہیے۔ اسکی صرف ایک صورت ہے یعنی ابتداء بالحرکت، لیکن جس کلمہ سے شروع کیا جائے اس کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو ابتداء اسی حرکت کیساتھ ہوگی اور اگر ساکن ہے تو دیکھا جائیگا کہ یہ کلمہ اسم ہے یا فعل، اگر اسم ہے تو ہمزہ مکسورہ کیساتھ ابتداء ہوگی اور اگر ساکن اسم معرف باللّام ہے تو ہمزہ مفتوحہ کیساتھ ابتداء ہوگی اور اگر مبدا ساکن فعل ہے تو دیکھا جائیگا کہ ہمزہ کے بعد فعل کا تیسرا حرف مضموم بضمہ اصلیہ ہے تو ہمزہ مضمومہ کیساتھ ابتداء ہوگی، ورنہ ہمزہ مکسورہ کیساتھ ابتداء ہوگی۔

محلِ ابتداء

یعنی ایسے مواقع کا پہچاننا کہ جہاں وقف کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں، کیونکہ وقف کے بعد کہیں ابتداء ہوتی ہے اور کہیں اعادہ، لہٰذا پہلے مواقع ابتداء کے بیان کیے جاتے ہیں۔

پس ابتدا ہر وقفِ تام اور وقفِ کافی اور علامتِ وقف اور آیت کے بعد سے ہوگی۔

❁ اگر قاری نے وقفِ تام پر وقف کیا ہے تو اسکے بعد سے ابتداء بھی تام ہوگی، کیونکہ یہ بات خوبیِ ابتداء سے ہے کہ مبدا کو ماقبل سے کوئی تعلق نہ ہو، اسی وجہ سے بعض قراء وقف کرنے میں حُسنِ ابتداء کو پسند کرتے ہیں۔

❁ اسی طرح اگر قاری وقفِ کافی پر وقف کرے تو اس کے بعد سے ابتداء بھی کافی ہوگی، کیونکہ اس صورت میں مبدا کو موقف سے تعلقِ لفظی نہیں۔ اس وقت اگرچہ بوجہ تعلقِ لفظی نہ ہونے کے حُسنِ وقف تو ہے لیکن بوجہ تعلق معنوی حُسنِ ابتداء نہیں ہے، اور وقفِ تام میں حُسنِ وقف وحُسنِ ابتداء دونوں کی رعایتیں ہیں، اس وجہ سے ابتداء بھی تام ہے۔

❁ اور جہاں وقفِ حَسن غیر آیت یا وقفِ قبیح ہو تو اسکے بعد سے ابتداء بھی قبیح ہے۔

❁ اور علامتِ وقف پر وقف کرنے کے بعد ابتداء ہوگی، اعادہ نہ ہوگا۔ اسی طرح

آیت پر وقف کرنے کے بعد بھی ابتداء آیت کے بعد ہی سے ہوگی۔ اگرچہ آیتِ لا (ۤ) ہو۔ بعض غلطی سے آیتِ لا پر وقف کرنے کے بعد آیتِ لا سے اعادہ کرتے ہیں، یہ نہ چاہیے۔

دوسری فصل

اعادہ کے بیان میں

اعادہ یعنی وقف کرنے کے بعد کلمہ موقوف علیہ سے شروع کرنا۔ کیفیتِ اعادہ حکم میں کیفیتِ ابتداء کے ہے، یعنی جس طریقہ سے ابتداء کی جاتی ہے اسی طریقہ سے اعادہ بھی کرنا چاہیے، کیونکہ صورۃً یہ بھی ابتداء ہے۔ لیکن محلِ اعادہ اور محلِ ابتداء میں قبلیت اور بعدیت کا فرق ہے۔ اعادہ سے اگرچہ افادۂ وصل ہے کیونکہ وصل میں ربط کلام ہوتا ہے اور اعادہ بھی ربط کلام کیلئے ہوتا ہے، لیکن اعادہ بعد انقطاعِ نفس ہوتا ہے اور وصل بلا انقطاعِ نفس ہوتا ہے۔ پس اگر وقفِ حسن یا وقفِ قبیح پر وقف ہو جائے تو اعادہ کرے۔ بعض مرتبہ بے محل اعادہ سے بھی ایہام لازم آتا ہے، جیسے قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ پر کسی نے وقف کیا اور اعادہ اِنَّ اللّٰہَ سے کیا تو ایسا اعادہ قبیح ہوگا۔ اس قسم کے اعادہ سے بہت احتراز کرنا چاہیئے اور اعادہ کرتے وقت اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیے کہ وقف کے ماقبل اگر وقفِ تام یا کافی یا علامتِ وقف ہو تو اعادہ تام یا کافی یا علامتِ وقف کے بعد سے کرے۔ اس صورت میں اعادہ بھی تام یا کافی ہوگا۔ اگر کسی نے فاعل پر وقف کیا ہے تو فعل سے یا مضاف الیہ پر وقف کیا ہے تو مضاف سے یا صفت پر وقف کیا ہے تو موصوف سے یا حرفِ جر یا مجرور پر وقف کیا ہے تو متعلق سے لوٹاوے، تاکہ ربط کلام ہو، بشرطیکہ متعلق محذوف نہ ہو، یا اگر معطوف پر وقف کیا ہے تو معطوف علیہ مفرد قریب سے اعادہ کرنا چاہیے۔ اس قسم کے اعادہ سے اور اسکے مثل سے اعادہ کرنا حسن ہے، اور موانعاتِ اعادہ موانعاتِ وقف کا عکس ہے۔ پس جس طرح مضاف پر بلا مضاف الیہ کے اور موصوف پر بلا صفت کے اور فعل پر بلا فاعل کے وقف قبیح ہے، اسی طرح مضاف الیہ سے بلا مضاف کے اور صفت سے بلا موصوف کے اور فاعل سے بلا فعل کے اعادہ بھی قبیح ہے

بہرحال جس اعادہ سے معنیٰ فاحش یا کلام میں خبط اور بے ربطی پیدا ہو، ایسا اعادہ قبیح بلکہ کہیں اقبح ہوگا۔ اسی وجہ سے بلا ضرورت اعادہ سے ابتداء بہتر ہے۔

تنبیہ: بعض لوگ قراءۃ کے درمیان میں کہیں کہیں سکتہ کر کے اعادہ کرتے ہیں جیسے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا ـــ اِلَّا وُسْعَهَا اس قسم کا سکتہ اور اعادہ دونوں جائز نہیں۔ جو عربی قواعد سے ناواقف ہیں، ان کو چاہیے کہ ایسی جگہ وقف ہی نہ کریں۔ کیونکہ ایسا قاری محلِ ابتدا اور محلِ اعادہ میں فرق نہیں کرسکتا تو ابتدا یا اعادہ کیوں کر صحیح کرسکتا ہے۔

تیسری فصل

وصل کے بیان میں

وصل یعنی حتیّ الامکان سانس اور آواز کو جاری رکھتے ہوئے پڑھنا۔ یہ وقف کی ضد ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:۔

١ اتصالِ حرف بحرف آخر

اس کا حکم یہ ہے کہ کلمات و اجزاء و متعلقاتِ کلام کو ایک دوسرے سے ملاکر پڑھنا۔ یہ قراءۃ میں اصل ہے۔ اس کو وصلِ حقیقی کہتے ہیں۔

٢ اتصالِ موقف بموقف آخر

اس کا حکم یہ ہے کہ سرعتِ قراءۃ میں محلِ اوقاف پر وقف نہ کرے بلکہ ایک موقف کو دوسرے موقف سے ملاکر پڑھتا جائے۔ یہ حدر میں اصل ہے۔ اس کو وصلِ اصطلاحی کہتے ہیں قراء اسی سے بحث کرتے ہیں اور اسکے قواعد بیان کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ قراءۃ حدر کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ ترتیل اور تدویر میں بھی جائز ہے، لیکن چونکہ حدر میں عجلت ہوتی ہے اور وقف کی

لیکن ترتیل میں ہر موقف پر وقف بہتر ہے اور تدویر میں قوی موقف پر وقف اور ضعیف موقف کا وصل بہتر ہے۔ ۱۲ منہ ابن ضیاء

ضرورت کم پڑتی ہے، اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ حدر میں اصل ہے۔ پس جس شخص نے کسی موقف کا کبھی وصل نہ کیا ہو، اُس کو وصل کرنے میں دقت ہوگی یا صحیح وصل نہ کر سکے گا بالخصوص ایسا شخص جو قواعد عربی سے ناواقف ہو، ان کو چاہیے کہ وصل کے قواعد معلوم کرلیں۔ چنانچہ جولوگ وقف کے قواعد معلوم کر لیتے ہیں لیکن قواعد وصل نہیں معلوم کرتے، ان سے بعض جگہ غلطی ہو جاتی ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کا وصل اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ کیساتھ اس طرح کرتے ہیں کہ اَحَدٌ کی تنوین پڑھ کر یا دال ساکن کر کے ہمزہ وصل نہیں گراتے اور قواعد عربی کے خلاف پڑھتے ہیں۔ اس وجہ سے خصوصیت کیساتھ قواعد وصل کے بیان کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اس میں بھی کیفیتِ وصل اور محلِ وصل کے جاننے کی ضرورت ہے۔

کیفیتِ وصل

یعنی قواعد وصل کا معلوم کرنا کہ کس طرح وصل کرنا چاہیے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم: وصلِ اصطلاحی

یعنی موقوف علیہ کلمات میں سے جب کسی کلمہ کا دوسرے کلمہ سے وصل مقصود ہو تو اس کلمہ کا آخر جس کو ملایا جائے اور دوسرے کلمہ کا اوّل جس سے ملایا جائے، ان دونوں کے اوّل اور آخر حرف کی حرکت اور سکون کے اعتبار سے چار صورتیں بنتی ہیں:۔ (۱) دونوں متحرک ہوں (۲) دونوں ساکن ہوں (۳) پہلا متحرک دوسرا ساکن ہو (۴) پہلا ساکن دوسرا متحرک ہو۔ ہر چار صورتوں کے قاعدے الگ الگ بیان کیے جاتے ہیں:۔

(۱) وصل حرکت بالحرکت: اس صورت میں چاہیے کہ قاری اعراب اور حرکات کو خوب ظاہر کر کے پڑھے۔ کیونکہ بحالتِ وصل حرکت کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ جیسے تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وغیرہ۔ اگر بحالتِ وصل حرکت نہ ظاہر ہوئی تو

لحن جلی ہو جائے گا۔

[۲] وصلِ سکون بالسکون: اس صورت میں اگر پہلا ساکن مدہ ہو تو حرفِ مد گر جائیگا جیسے وَاَخْفٰی○ اللّٰهُ اور تَعْدِلُوا ؕ اعْدِلُوْا ؕ اور هٰرُوْنَ اَخِی ○ اشْدُدْ بِهٖ وغیرہ اور ساکن مِنْ جارہ جیسے مِنَ اللّٰهِ اور ساکن میم الٓمّٓ کی جیسے الٓمّٓ اللّٰهُ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں پہلے ساکن کو وصل کی حالت میں فتحہ دیا جائیگا۔ اور اگر پہلا ساکن میم جمع ہو تو اس میم کو حرکت ضمہ کی دی جائیگی جیسے لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ؕ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وغیرہ، ورنہ حرکت کسرہ کی دی جائے گی۔ اگرچہ پہلا ساکن منون ہو جیسے نَذِيْرًا ○ اِلَّذِیْ، اَحَدٌ ○ اِللّٰهُ الصَّمَدُ ○ اور مُرِيْبِ ۨ○ الَّذِیْ وغیرہ۔ ہمزہ وصلی عارضی حذف کر کے پہلے ساکن میں جہاں جس حرکت کا قاعدہ مذکور ہوا ہے، اسی حرکت سے وصل کرتا جائے۔

[۳] وصلِ حرکت بالسکون: اس صورت میں پہلے کلمہ کی آخر حرکت کو دوسرے کلمہ کے سکون سے ملا کر پڑھتا جائے۔ جیسے وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اهْدِنَا۔ اس صورت میں بھی دوسرے کلمہ کا ہمزۂ عارضی گر جائے گا، لیکن یہاں وصل سے وقف بہتر ہے، نہ اس کی وجہ سے کہ آیت ہے۔ بلکہ بعض پڑھے لکھے لوگوں کو دونوں کلموں کے وصل کرنے سے اِهْدِنَا کے مہمل ہونے کا وہم ہوتا ہے۔

[۴] وصلِ سکون بالحرکت: اس صورت میں پہلے کلمہ کے آخر کا سکون اور دوسرے کلمہ کے شروع کی حرکت دونوں کو خوب صاف طور سے ادا کرنا چاہیے جیسے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ وغیرہ۔

دوسری قسم: وصل بہ نیت وقف

یعنی بلا سانس اور آواز بند کیے ہوئے پڑھ کر حکم وقف کا دینا۔ اس قسم کا وصل سات کلموں میں آیا ہے۔ وہ کلماتِ سبعہ یہ ہیں:- (۱) لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ سورۂ بقرہ: ۲۵۹ (۲) اقْتَدِهْ ؕ

سورۂ انعام: ۹۰ ③ کِتٰبِیَهْ ۝ سورۂ حاقہ میں دو جگہ ④ حِسَابِیَهْ ۝ سورۂ حاقہ میں دو جگہ ⑤ مَالِیَهْ ۝ سورۂ حاقہ ⑥ سُلْطٰنِیَهْ ۝ سورۂ حاقہ ⑦ مَا هِیَهْ ۝ سورۂ قارعہ

ان کلمات کے آخر میں جو ھاء ہے، اس کو ھائے سکتہ کہتے ہیں۔ محاورۂ عرب میں بحالتِ وقف کبھی آخر کلمہ میں اس قسم کی ھائے ساکن زائد کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے ان کلمات پر وصل بہ نیت وقف کا اطلاق ہوتا ہے۔

وصل بہ نیتِ وقف کا مطلب یہ ہے کہ وصل کی حالت میں وقف کا قاعدہ جاری کرنا۔ اور چونکہ یہ ھاء کلامِ عرب میں وقف کیساتھ مخصوص ہے، اس وجہ سے اس کو ھائے سکتہ کہتے ہیں اور بوجہ مرسوم قراء بہ نیتِ وقف ان کلمات کے آخر میں ھاء سکتہ بحالتِ وصل پڑھتے ہیں۔ ورنہ ان کلمات کے علاوہ نہ کسی کلمہ میں ھائے سکتہ زیادہ کرنا جائز ہے اور نہ ان کلماتِ سبعہ کے وصل میں مثل عِوَجًا وغیرہ کے سکتہ ثابت ہے۔

البتہ منجملہ ان کلماتِ سبعہ کے جن کلمات پر آیت ہے، وہاں مثل بقیہ آیات کے سکتہ جائز ہے اور ان کلماتِ سبعہ کے علاوہ وصل بہ نیتِ وقف کہیں نہ کرنا چاہیے۔ یہاں سے سکتہ اور وصل بہ نیت وقف دونوں کا فرق بھی معلوم ہوگیا۔ کیونکہ وصل بہ نیت وقف میں آواز بالکل بند نہیں ہوتی اور سکتہ میں آواز بند ہو جاتی ہے۔

محلِ وصل

محل وصل یعنی جس جگہ وقف کرنے سے ایہام لازم آئے یا تعلقِ لفظی پایا جائے۔ ایسے مواقع کا وصل ضروری ہے۔ اس کو محلِ وصل کہتے ہیں۔ پس جہاں وقفِ قبیح یا علامتِ وصل بلا آیت ہو وہاں وصل ضروری ہے۔ بہرحال جہاں جہاں وصل ضروری ہے وہاں وہاں ائمہ وقف نے علامتِ وصل لکھا ہے تاکہ وہاں کوئی وقف نہ کرے۔ ورنہ اصل کی بناء پر علامتِ

وصل کی ضرورت نہ تھی۔ پس وہ آیت جس میں تعلقِ لفظی ہو یا جس جگہ علامتِ وصل ہو ایسے موقع پر نہ ٹھہرنا، اس کو وصلِ حقیقی کہیں گے۔ اور علامتِ وقف یا کسی محلِ وقف کا وصل کرنا، اس کو وصلِ اصطلاحی کہیں گے۔

علامتِ وصل دو ہیں:- ایک لا دوسرے صَلٰی۔ ان دونوں کو اور ان کے ماسوا جہاں بھی لفظی تعلق پایا جائیگا، اس کو محلِ وصل کہیں گے۔

تنبیہ

کلام اللہ کو نہایت اہتمام سے مع رعایتِ وصل اور وقف کے پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ کلام اللہ مَلِكُ الْكَلَام ہے۔ پس قرآن شریف پڑھنے میں قواعد وصل اور وقف کی رعایت بھی مثل تجوید کے مأمور بہ اور نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے ہر مأمور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ

وَتَمَّتِ الرِّسَالَۃُ بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ الْمُبَارَکَۃِ تَاسِعٌ وَّعِشْرِیْنَ مِنْ شَھْرِ مُحَرَّمِ الْحَرَامِ سَنَۃَ تِسْعَۃٌ وَّاَرْبَعِیْنَ وَثَلٰثَ مِائَۃٍ بَعْدَ الْاَلْفِ (۱۳۴۹) مِّنْ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ﷺ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ○ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

ابن ضیاء محب الدین احمد عفی عنہ

خالد محمود

R.E. 29 Sep. 2015
23012013

22 Jan 2013

جامع الوقف

مع

معرفۃ الوقوف

وقف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

وقفِ منزل	وقفِ غفران	○	۵
م	ط	ج	ز
ص	ق	قف	لٓا
قلا	ك	صل	صلی
وقفِ کفران	لا	∴ ...... ∵	∴ ...... ∵

سکتہ وقفہ

ملنے کے پتے

المصباح 16-اردو بازار لاہور
فون 042-37223210

بک وائز 12-اردو بازار لاہور
فون 042-37361468

ناشر
مکتبۃ القراءۃ
143-B ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبر 042-3585 3171
0333-449 50 52

Published by:

Maktabatul-Qira-at. 143-B, Lahore-54700, Pakistan.